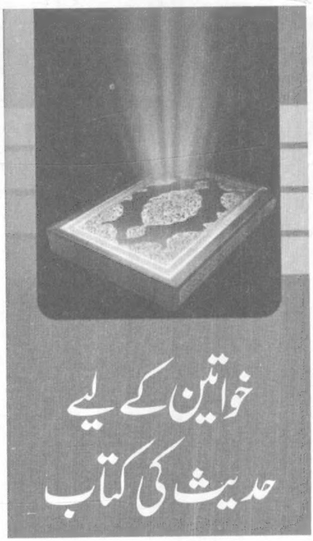


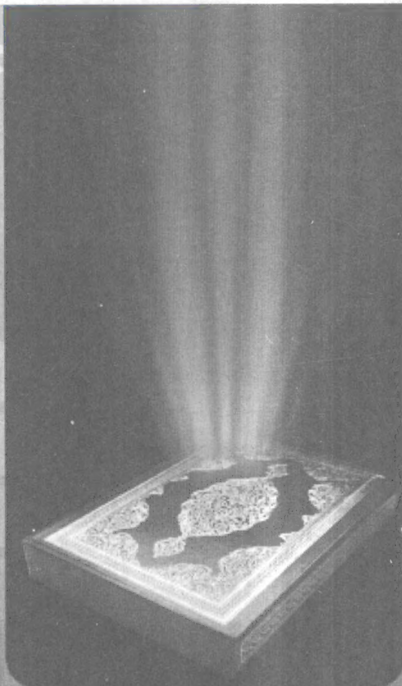
خواتین کے لیے
حدیث کی کتاب

دارالسلام
DARUSSALAM

مولانا عبدالمنان راسخ

www.KitaboSunnat.com





خواتین کے لیے حدیث کی کتاب

مولانا عبدالمنان راسخ

دار السلام
DARUSSALAM

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الریاض • العلیا فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221
• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سویلم فون/فیکس: 2860422 1 00966

جدّہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 8234446,8230038 4 00966 فیکس: 8151121 04

الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 7 00966

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

امریکہ • نیویارک فون: 5925 625 718 001 • ہوسٹن: 0419 722 713 001 کینیڈا • نصیرالدین الخطاب فون: 4186619 416 001

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ فون: 77252246 20 0044-85394885 20 0044 • دارمکہ انٹرنیشنل: 7739309 0121 0044

متحدہ عرب امارات • شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 فرانس فون: 52928 480 01 0033 فیکس: 52997 480 01 0033

انڈیا • دارالسلام انڈیا فون: 45566249 44 0091 موبائل: 12041 98841 0091 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 2373 22 0091

• ہدی بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 4892 2451 40 0091 موبائل: 30850 98493 0091 • ایم ایس براک انٹرپرائزز فون: 42157847 44 0091

سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094 • دارالایمان ٹرسٹ فون: 2669197 114 0094

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

لاہور 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 00 4 32 372,24 400 372,34 240 373 42 0092 فیکس: 72 540 373 042

• غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 54 200 371 42 0092 فیکس: 03 207 373 042

• Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 10 926 356 42 0092

کراچی مین طارق روڈ، ڈالمین مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی فون: 36 939 343 21 0092 فیکس: 37 939 343 21 0092

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 13 815 22 51 0092

info@darussalampk.com | www.darussalampk.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً

سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ

صَدَقَ حَبِیْبُ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے
کوئی حدیث سنی، پھر اسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا"

(سنن أبي داود، العلم، حديث:366.)

مضامین

عرضِ ناشر

انسانی معاشرے نے اپنے آغاز سے اب تک تغیر وتبدل کی ہزاروں کروٹیں بدلی ہیں اور بے شمار ارتقائی منزلیں طے کی ہیں لیکن اکثر حالات میں عورت کی حالت انتہائی پست اور قابل رحم رہی ہے۔ مردوں کے بنائے ہوئے جاہلانہ رسوم و رواج سے معاشرے تشکیل پاتے رہے اور عورت ایک عضوِ معطل کی طرح ہر دور کے ظالمانہ رسوم و رواج کی چکی میں پستی رہی۔ کسی نے اسے زندہ دفن کیا اور کسی نے رسم ستی کے نام پر زندہ جلایا۔ عورت پر سب سے بڑا ظلم مسیحی پادریوں نے کیا۔ انھوں نے عورت کو انسان ماننے ہی سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ عورت گناہوں کا بنڈل، مکاری، بے وفائی اور بزدلی کا مجسمہ ہے۔ یوں عورت مدتِ مدید تک ہوس کا کھلونا اور بدترین ظلم وستم کا نشانہ بنی رہی۔

اس پس منظر میں جب چھٹی صدی عیسوی میں سید البشر حضرت محمد ﷺ کا ظہور ہوا اس وقت انسان کی قسمت جاگی اور عورت کی خزاں رسیدہ زندگی میں پہلی دفعہ بہار آئی۔ اسلام دُنیا کی وہ پہلی توانا آواز ہے جس نے پوری قوت سے بتایا کہ عورت انسانی معاشرے کا انتہائی مکرم ومحترم حصہ ہے اور انسان کی بھلائی عورت کی تعظیم وتکریم پر موقوف ہے۔ اسلام نے عورت کو وراثت کا حقدار ٹھہرا کر جو ذاتی وقار، خود اعتمادی اور اقتصادی استحکام عطا کیا، آج کے انتہائی ترقی یافتہ مغربی ملکوں کی عورت اُس کا تصور

بھی نہیں کرسکتی۔ کیونکہ عیسائیوں کے مذہبی رسم و رواج کے مطابق وراثت کا تنہا حقدار صرف بڑا بیٹا ہوتا ہے۔

زیرِنظر کتاب مسلمان بچیوں اور جملہ محترم خواتین کی دینی تعلیم کے لیے پیش کی جارہی ہے۔ یہ انتہائی ضروری اسباق کا مجموعہ ہے۔ یہ اسباق رسول اللہ ﷺ کی مستند احادیث مبارکہ سے منتخب کیے گئے ہیں جو مہد سے لحد تک زندگی کے ہر مرحلے کے لیے رہنمائی کا نور فراہم کرتے ہیں۔ یہ کتاب سکھاتی ہے کہ ہماری پیاری بیٹیوں کو والدین کا کہا ماننا چاہیے اور ہر موقع محل کے لیے دینی اقدار و تعلیمات سے پوری آگہی حاصل کرنی چاہیے۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ ایک مسلمان عورت کن خوبیوں کی بدولت مثالی بیوی بنتی ہے، شوہر سے کتنے مہذب آداب سے پیش آتی ہے اور بچوں کی کیسی عمدہ تربیت کرتی ہے۔ یہ کتاب سبق دیتی ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت فوت ہو جائے تو ہمیں اُس سے آخری سلوک کے لیے کون کون سے مسنون طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔

اس کتاب کو ہر گھرانے کی زینت ہونا چاہیے اور اس کا مطالعہ روزانہ نہایت توجہ اور احترام سے کیا جانا چاہیے۔ اس کی بدولت ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں سچی دینی تعلیمات سے آشنا، صحیح عقیدے سے منور اور اعمال صالحہ سے مزین ہوں گی۔

یہ گرانقدر کتاب محترم مولانا عبدالمنان راسخ نے مرتب کی ہے اور دارالسلام کے ممتاز سکالر مولانا محمد عثمان منیب اور محترم مفتی عبدالولی خان نے اس پر نظرثانی فرمائی ہے۔ یہ جیّد احباب ہمارے شکر و سپاس اور تحسین و تہنیت کے ہمیشہ مستحق رہیں گے۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مینجنگ ڈائریکٹر دارالسلام، الریاض، لاہور

جون 2009ء

عرض مؤلف

راقم الحروف خدمتِ حدیث کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہوسکتی ہے کہ خود سرورِ کونین ﷺ نے بارگاہِ ربانی میں سفارش کی ہے: ''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میرے فرمودات کو اچھی طرح سنا، اُنھیں یاد رکھا اور لوگوں تک پہنچایا۔'' «اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ»

الحمد للہ! میں نے خیابانِ حدیث سے ایسی سو احادیث کا انتخاب کیا ہے جن میں عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے تمام گوشے سمٹ آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے اِن ارشاداتِ عالیہ کا مطالعہ کرنے والی محترم طالبات اور جملہ خواتین کو جہاں عقیدے کی درستگی نصیب ہوگی وہاں انھیں رُوحانی آسودگی، قلبی اطمینان اور فلاحِ دارین کی نوید بھی ملے گی۔ ان شاء اللہ

میں نے یہ ادنیٰ تحریری کاوش مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اور شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کی خدمت میں پیش کی تو انھوں نے اس کی مشکور تحسین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس ارمغانِ احادیث سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والی محترم خواتین کی تعداد روز بروز بڑھتی رہے۔

عبدالمنان راسخ



حدیث: 1

اسلام کے پانچ ارکان ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ»

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''[1]

فوائد: ① حدیث میں ذکر شدہ پانچ ارکانِ اسلام میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں اور اس کے خلاف جہاد ہو گا۔ ② ان ارکان پر

① صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام......، حديث: 16.

اسلام کی عمارت قائم ہے اگر کسی میں یہ نہیں تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

حدیث: 2

ایمان کے ارکان چھ ہیں

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ......قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اچانک ہمارے پاس ایک آدمی آیا...... (اور) اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیے، تو آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی (نازل کردہ) کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھو۔''[1]

فوائد: ① فرشتوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ان کا وجود تسلیم کیا جائے کہ وہ اللہ کی مخلوق ہیں اور حکم الٰہی کے پابند ہیں ② تقدیر کے معنی ہیں: اندازہ لگانا، اللہ تعالیٰ کو اپنے کمال علم کے ذریعے سے بندوں کے اعمال و انجام کا بخوبی اندازہ ہے کہ کون سعادت مند ہے اور کون

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 93 (8).

بدبخت۔ ہمیں اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنے کے بعد نیک اعمال کی طرف راغب ہونا چاہیے۔

③ بعض لوگ مسئلۂ تقدیر میں گمراہی کا شکار ہیں کہ معصیت و نافرمانی کی زندگی اختیار کر کے تقدیر کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ہماری قسمت میں گناہ کرنا ہی لکھا ہے، حالانکہ کسی کو بھی اپنی تقدیر کا علم نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں برائی سے منع اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ تقدیر پر ایمان لا کر اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کو اپنا شعار بنائیں۔ ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

حدیث: 3

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِي ......، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ: «اِئْتِنِي بِهَا» فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ اللّٰهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ»

معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو میری بھیڑ بکریاں چراتی تھی ...... میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اُس لونڈی کو آزاد نہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔'' چنانچہ میں اسے آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے اس سے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’میں کون ہوں؟‘‘ اُس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس کو آزاد کردو، بے شک یہ ایمان والی ہے۔‘‘[1]

فوائد: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت ہر جگہ پر ہے۔ ② یہ کہنا کہ اللہ کی ذات ہر جگہ ہے یا اللہ کی ذات دل میں ہے، سراسر مبنی بر جہالت اور قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت کو ہر جگہ بالذات حاضر کہنا درست نہیں کیونکہ اپنی ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر نہیں بلکہ عرش پر ہے اور ہر رات اپنے عرش سے آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ وہ سمیع وبصیر (سننے والا اور دیکھنے والا) ہے۔ اس سے اپنی مخلوق کی کوئی حرکت مخفی نہیں۔

حدیث: 4

اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ’’اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ (اللہ کے سوا) کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔‘‘[2]

1 صحيح مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، حديث:1199(537). 2 جامع الترمذي، الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج، حديث: 1159 .

فوائد: ① اس حدیث سے جہاں شوہر کا مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے، وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ ② بعض خواتین درباروں پر جا کر قبر کو سجدہ کرتی ہیں جو کہ صریحاً شرک ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدۂ عبادت غیراللہ کے لیے حرام ہے، تاہم سجدۂ تعظیم کی گنجائش موجود ہے لیکن یہ موقف مردود ہے۔ شریعت محمدی میں غیراللہ کو کسی قسم کا سجدہ جائز نہیں۔

حدیث: 5

قرآن کریم کی تلاوت کی فضیلت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:
«اِقْرَءُ وا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِّأَصْحَابِهِ»

ابوامامہ باہلی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو، اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔''[1]

فوائد: ① ہمارے مومن بہن بھائیوں کے لیے اس حدیث میں قرآن پڑھنے کی ترغیب و تاکید ہے۔ وہ اپنے وقت کی قدر کریں۔ فضول گفتگو، چغلی، غیبت اور فون پر ادھر اُدھر کی باتوں سے گریز کرتے ہوئے قرآن کریم سے تعلق استوار کریں۔ تھوڑی سی کوشش کر کے قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد کر لیں، خاص طور پر چھوٹی سورتیں۔ اس طرح خواتین اپنے گھریلو کام کاج کے دوران بھی قرآنِ کریم کی تلاوت کر سکیں گی۔ ان کی زبان ذکر

1 صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن......، حديث:1774(804).

الٰہی سے تر رہے گی اور گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔ ② یاد رہے کہ میت کو قرآن پڑھوا کر بخشوانا یہ خود ساختہ طریقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام سے اس طرح مردے بخشوانے کا طریقہ ثابت نہیں ہے۔

حدیث: 6

دعا مکمل یقین سے مانگیے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ: اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ»

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہیے کہ عزم و یقین کے ساتھ سوال کرے اور یوں ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے دے۔ اس لیے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔''[1]

فوائد: ① دعا مانگتے وقت دائیں بائیں یا آگے پیچھے اپنی نگاہ نہ دوڑائیں بلکہ یکسوئی اور خشوع و خضوع کے ساتھ نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور دلی مناجات کریں۔ جب آپ حد درجہ توجہ، عاجزی، انکساری اور لجاجت سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور قبول فرمائے گا کیونکہ وہ تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ ② حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ دعا مکمل یقین سے مانگنا ضروری ہے، اور ''اگر تو چاہے'' کے الفاظ سے یکسر خالی ہو،

[1] صحيح البخاري، الدعوات، باب ليعزم المسألة، حديث: 6338.

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی زبردستی کرنے والا تو ہے نہیں۔

نیز زبان کی سچائی، دل کی صفائی اور رزق حلال کی پابندی سے رب رحمٰن اپنے بندے کی دعا پر فوراً مہربان ہو جاتا ہے۔

حدیث: 7

غیر اللہ کی قسم اٹھانا حرام ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ: «أَلَا! إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَآئِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْلِيَصْمُتْ»

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو ایک قافلے کے ساتھ چلتے ہوئے اس حال میں پایا کہ وہ اپنے باپ کی قسم اٹھا رہے تھے تو فرمایا: ”خبردار! اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ۔ جس شخص نے قسم کھانی ہو تو لازم ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔“[1]

فوائد: ① اس حدیث میں غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے منع آیا ہے۔ اکثر خواتین بات بات پر دودھ پتر کی قسم کھاتی ہیں۔ اس قسم کی سب قسمیں ناجائز اور حرام ہیں۔ قسم صرف اور

[1] صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب لا تحلفو بآبائكم، حديث:6646.

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی کھائی چاہیے۔ ② البتہ قرآن کی قسم کھائی جا سکتی ہے کیونکہ وہ اللہ کی صفت کلام ہے، مخلوق نہیں۔ ③ قسم بوقت ضرورت کسی اہم معاملے کے بارے میں کھانی چاہیے بلاوجہ ہی بات بات پر قسم اٹھانے کی عادت مذموم ہے۔

حدیث: 8

اپنی والدہ کی نذر پوری کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: اِسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رضي الله عنه رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا»

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اُس نذر کے متعلق فتویٰ پوچھا جو ان کی ماں پر تھی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی نذر کو پورا کرو۔''[1]

فوائد: میت کو صرف اس عمل کا ثواب پہنچے گا جو اس نے کیا ہے، البتہ اولاد اگر اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرے یا نذر پوری کرے، کوئی صدقہ اور نیکی کا کوئی کام کرے تو اس کا انھیں ضرور فائدہ ہوگا۔ تاہم قرآن پڑھ پڑھا کر بخشوانے کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

[1] صحيح البخاري، الحيل، باب في الزكاة......، حديث: 6959.

حدیث: 9

نبی ﷺ سے محبت کی حدود

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ»

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم مجھے حد سے نہ بڑھانا جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم علیہ السلام کو حد سے بڑھا دیا۔ میں صرف اُس کا بندہ ہوں۔ مجھے اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول کہو۔''[1]

فائدہ: اس حدیث میں نبی ﷺ کی تعریف میں مبالغہ آمیزی اور حد سے بڑھانے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب، مختارِ کل، حاضر ناظر، نور من نور اللہ کہنا، واضح طور پر حد سے بڑھانا ہے، لہٰذا یہ عقائد بھی ممنوع ہیں۔ اس طرح کے خود ساختہ عقائد سے توبہ کرنی چاہیے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی آپ کو مختارِ کل، حاضر ناظر یا نور من نور اللہ نہیں کہتا تھا۔ تابعین عظام اور ائمۂ اربعہ سے بھی اس طرح کے گمراہ کن خود ساختہ عقائد کا تصور نہیں ملتا۔

حدیث: 10

گستاخِ رسول عورت کا انجام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمٰى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ......، حديث: 3445.

وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَتَشْتِمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ، فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا، فَقَتَلَهَا، ...... فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا اشْهَدُوا إِنَّ دَمَهَا هَدْرٌ»

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینے شخص تھے، اس کی ایک ام ولد لونڈی نبی ﷺ کو گالی دیتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ وہ نابینے صحابی اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی، اسے زجر و توبیخ کرتے مگر نہ رکتی۔ ایک رات وہ نبی ﷺ کو بُرا بھلا کہنے لگی اور گالیاں دینے لگی تو انھوں نے کدال لے کر اس کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال کر دبایا اور اس کو قتل کر دیا۔ (یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو تفتیش پر جب اس لونڈی کا جرم ثابت ہوگیا اور بات واضح ہوگئی) تو آپ نے فرمایا: ”گواہ رہو اس کا خون رائیگاں ہے۔“[1]

فوائد: ① گستاخِ رسول بلاشک وشبہ واجب القتل ہے۔ خالق کائنات کے محبوب ﷺ کی گستاخی کرنے والے کو اس زمین پر جینے کا کوئی حق نہیں۔ ② یاد رہے! رسول اللہ ﷺ کی ذات کا احترام لازمی ہے اسی طرح آپ کی لائی ہوئی شریعت کا احترام بھی لازمی ہے۔ بعض عورتیں اسلام کے قانون وارثت، قانون شہادت، داڑھی، پردہ اور اس طرح شریعت کے کئی احکامات کا مذاق اڑاتی ہیں جو کہ حد درجہ گستاخی ہے۔ انھیں اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ ③ دور حاضر میں کسی شخص پر گستاخ رسول کا الزام لگا کر اسے ازخود قتل کر دینا،

[1] سنن أبي داود، الحدود، باب الحكم فيمن سبّ النبي ﷺ، حديث: 4361 .

بالخصوص جبکہ وہ مسلمان بھی ہو، درست نہیں ہے کیونکہ جہالت کی وجہ سے کئی شرعی امور کو بھی لوگ گستاخی کہہ دیتے ہیں، اس لیے ایسے امور حکومت اسلامیہ کی طرف لوٹائے جائیں تاکہ تحقیق و تفتیش کے بعد ہی درست فیصلہ کیا جاسکے۔

حدیث: 11

دین میں اضافہ بدعت و گمراہی ہے

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَرَدٌّ»

ام المؤمنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔''[1]

فائدہ: اس حدیث میں بدعت پر رد ہے، کچھ لوگ اپنی طرف سے طریقہ ایجاد کر کے اُس کو دین بنا دیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے نہ وہ کام کیا ہوتا ہے اور نہ اُس کا حکم دیا ہوتا ہے، مثلاً: گیارہویں، ختم، قل، ساتواں، چالیسواں، عید میلاد النبی (بارہ وفات) کا جلوس، رجب کے کونڈے وغیرہ وغیرہ ...... یہ تمام کام خیر القرون میں صحابہ و تابعین نے کیے نہ لوگوں سے کروائے۔ بلکہ یہ رسومات لوگوں کا مال شیرِ مادر سمجھنے والے مولویوں کی ایجاد ہیں، دین نہیں۔ دین وہ ہوتا ہے جس پر نبیٔ اکرم ﷺ کی مہر ہو۔ یاد رہے! تکمیلِ دین کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے۔

[1] صحيح مسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة......حديث: 4493 (1718).

حدیث: 12

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا حرام ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ»

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''(لوگو!) میرے صحابہ کو گالیاں مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مد (تقریباً 225 گرام) یا آدھے مد (غلہ) کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔''[1]

فائدہ: انبیائے کرام کے بعد سب سے افضل اور بہترین جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ سے محبت و عقیدت باعث رحمت و جنت ہے اور ان سے بغض و عناد موجب لعنت ہے۔ صحابہ کے اجتہادی و انتظامی اختلافات کو بنیاد بنا کر کسی صحابی سے بغض رکھنا یا کسی کے متعلق توہین آمیز لہجہ اختیار کرنا گمراہ لوگوں کا وتیرہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہنا بالواسطہ رسول اکرم ﷺ کو بُرا بھلا کہنا ہے۔ پھر انھیں مطعون ٹھہرانا، خود دین اسلام کو مشکوک ٹھہرانا ہے کیونکہ انھوں ہی نے تو دین اسلام آگے پہنچایا ہے۔ اگر وہی اچھے اور سچے نہیں تھے تو ان کے پہنچائے ہوئے دین کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

[1] صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب، حديث: 3673 .

حدیث: 13

دودھ پیتا بچہ اگر پیشاب کر دے......؟

عَنْ أَبِي السَّمْحِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ»

ابو سمح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے (کپڑا) دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب سے (اس پر) چھینٹے مارے جائیں گے۔''[1]

فوائد: ① دین اسلام پر عمل پیرا ہونا نہایت آسان ہے بشرطیکہ کوئی عمل کا ارادہ رکھتا ہو، پہلی امتوں کے کپڑوں کو اگر نجاست لگ جاتی تو متاثرہ حصے کو کاٹ کر پھینکنا ضروری تھا۔ دین اسلام نے آسانی کر دی کہ دھو کر ایسے کپڑے کو دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے، پھر مزید آسانی فرمائی کہ دودھ پیتا بچہ اگر پیشاب کر دے تو اس کی پاکی و صفائی کے لیے چھینٹے مار لینا کافی ہے، تاہم بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ ② انسانی پیشاب نجس ہے، وہ بچے کا ہو یا بڑے آدمی کا، صرف دھونے میں تخفیف ہے۔ معزز خواتین کو بچوں کے پیشاب کا بہانہ بنا کر نماز ترک کرنے کی کسی صورت اجازت نہیں۔

حدیث: 14

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا

1 سنن أبي داود، الطهارة، باب بول الصبي......، حديث: 376 .

تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُولٍ»

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”کوئی نماز بغیر طہارت (وضو یا تیمّم) کے قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی خیانت والے مال سے کوئی صدقہ قبول کیا جاتا ہے۔“[1]

فوائد: ① وضو سنت کے مطابق کرنا لازمی ہے۔ جس طرح مرد و عورت کے درمیان ادائیگیٔ نماز میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح ان کے وضو کا طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ نیز کوئی نماز بھی بغیر وضو کے درست نہیں، فرض ہو چاہے نفل۔ ہاں اگر پانی میسر نہ ہو یا وضو کرنے سے بیماری میں اضافے کا اندیشہ ہو تو ایسے شرعی عذر کی صورت میں تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ ② دوران نماز اگر وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کرنے کے بعد دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری ہے، یاد رہے! پوری نماز ازسرنو پڑھنی ہوگی، پہلی نماز شمار نہیں ہوگی۔

حدیث: 15

عورت غسلِ جنابت میں مینڈھیاں نہ کھولے تو بھی کوئی حرج نہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي ، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ ؟ قَالَ : «لَا ، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ

1 صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، حديث: 535(224).

الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ»

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی مینڈھیاں خوب اچھی طرح باندھتی ہوں۔ کیا جنابت کے غسل کے لیے میں اُن کو (ضرور) کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، تیرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو بہا لے، پھر اپنے آپ پر پانی بہالو تو اس سے تو پاک ہو جائے گی۔“[1]

فائدہ: مرد و عورت کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے، اس طرح کہ پہلے استنجا کر کے نماز والا وضو کرلیا جائے اس کے بعد تین لپ پانی سر پر ڈال کر بعد ازاں پورے جسم پر پانی بہا لیا جائے۔ البتہ پاؤں غسل کرنے کے بعد بھی دھوئے جاسکتے ہیں۔ فرض غسل میں پورے جسم پر پانی بہانا اور تمام حصوں کو پانی پہنچانا ضروری ہے، البتہ عورتوں کو مینڈھیاں نہ کھولنے کی اجازت ہے جبکہ غسل حیض کے لیے بال کھولے جائیں۔

حدیث: 16

عورت کو بھی مسواک کرنی چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ.

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسواک

[1] صحیح مسلم، الحیض، حکم ضفائر المغتسلة، حدیث: 744(330).

فرماتے اور پھر مجھے مسواک دھونے کے لیے دے دیتے تو میں اس سے مسواک کرتی، پھر دھو کر آپ ﷺ کو دے دیتی۔[1]

فوائد: ① مسواک کرنا رسول اللہ ﷺ کی محبوب سنت ہے۔ اللہ کی خوشنودی، منہ کی طہارت کا ذریعہ ہے، علاوہ ازیں اس میں نظامِ ہضم کی درستی جیسے بے شمار فوائد ہیں۔ ② دوسرے کی مسواک بھی اس کی اجازت کے ساتھ کی جاسکتی ہے، نیز اس حدیث میں خاوند، بیوی کے حسن معاشرت کی ایک خوبصورت مثال بھی ہے۔

حدیث: 17

سر ڈھانکے بغیر عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ»

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔''[2]

فائدہ: نماز میں عورت کے لیے اپنے وجود کو مکمل ڈھانپنا لازمی ہے، البتہ ہاتھوں اور چہرے کو ڈھانپنا نماز میں ضروری نہیں، نیز خواتین کو نماز میں اور عام حالات میں چست، تنگ، باریک یا آدھے بازو والی قمیض سے بالخصوص احتراز کرنا چاہیے۔ کھلا، سادہ اور موٹا لباس ہی عورتوں کے شایانِ شان ہے۔

1. سنن أبي داود، الطهارة، باب غسل السواك، حديث: 52. 2. جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجا لا تقبل صلاة المرأة......، حديث: 377.

حدیث: 18

عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِرْجِعُوا إِلٰى أَهْلِيكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ، وَمُرُوهُمْ، وصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» وَفِي رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَنْبَسِطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ»

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جاؤ، سو انھیں تعلیم دو اور انھیں حکم دو۔ اور نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔'' اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اعتدال سے سجدہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے ہاتھ اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے۔''[1]

فائدہ: بعض لوگ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے اور مرد زیر ناف ہاتھ باندھے، اسی طرح عورت سجدے میں جا کر بازو اپنے پہلوؤں سے ملائے اور سمٹ کر پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے ملائے اور ہاتھ زمین پر بچھا کر سجدہ کرے لیکن یہ طریقہ صحیح احادیث کے خلاف ہے اور مذکورہ فرق کسی صحیح

1 صحيح البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، حديث: 6008، والأذان، باب لا يفترش ذراعيه في السجود، حديث: 822.

حدیث سے ثابت نہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جو صحیح طریقہ مسلمان مرد کے لیے ہے وہی عورت کے لیے ہے۔ اگر کسی کو عورت کا مردوں کی طرح سجدہ کرنا شرم و حیا کے منافی محسوس ہوتا ہے تو وہ جان لے کہ اصحاب رسول اور صحابیات کہیں زیادہ شرم و حیا والے تھے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کو کیا اس بات کا علم نہ ہوسکا کہ سمٹ کر اور زمین کے ساتھ لگ کر سجدہ کرنا زیادہ باعث پردہ ہے اور بعد کے نام نہاد فقہاء کو اس کا علم ہوگیا؟ حیرت ہے ایسی منطق پر! اس طرح رکوع تو بالکل ہی منع ہونا چاہیے کیونکہ اس میں تو زیادہ بے پردگی ہے!

حدیث: 19

عورت مسجد میں باجماعت نماز پڑھ سکتی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ»

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو اور اُن کے گھر اُن (کی نماز) کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔''[1]

فوائد: ① بعض لوگ عورتوں کے مسجد جانے کو ممنوع قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ درست نہیں، عورت نماز یا جمعہ یا کوئی دینی پروگرام سننے کی غرض سے مسجد جاسکتی ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔ ② یہ اجازت عورتوں کے لیے رحمت ہے مگر افسوس کہ اس اجازت کو اپنے لیے باعثِ رحمت بنانے کی بجائے خواتین نے اسے اپنے گناہوں میں اضافے کا سبب بنا لیا ہے کیونکہ انھوں نے تیز خوشبو استعمال کی ہوتی ہے، وہ بے پردہ ہوتی ہیں، اس

1 سنن أبي داود، الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء، حديث: 567.

لیے ان کا بناؤ سنگار اور ان کا لباس دیکھنے والوں کے لیے آزمائش بن سکتا ہے، پھر وہاں مسجد کے آداب کو پامال کرنا اور بلند آواز سے باتیں کرنا اکثر خواتین کا شیوہ ہے، یہ سراسر غلط ہے۔ بلاشبہ خواتین کو عبادت کے لیے مسجد آنے کی اجازت ہے لیکن وہ سادگی، خشوع وخضوع اور خاموشی کو لازم پکڑیں، نیز خواتین کا مسجد میں دینی پروگرام منعقد کرنا ممنوع نہیں۔

حدیث: 20

والدین موقع ہی پر بچے کو تنبیہ کریں

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ»

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھا اور (کھانا کھاتے ہوئے) میرا ہاتھ برتن میں گھومتا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! (کھانا شروع کرتے وقت) ''بسم اللہ'' کہہ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔''[1]

فائدہ: اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے زیر پرورش بچے کو کھانے کے آداب بتلائے اور اسی وقت بتلائے جب اس نے غلطی کی۔ اس طرح ہر شخص کے لیے ضروری

1 صحيح البخاري، الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، حديث:5376.

ہے کہ اپنے زیرِ تربیت بچوں کی پرورش کرے۔

حدیث: 21

عورت کے لیے بھی اعتکاف کی جگہ مسجد ہی ہے

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ أَنْ يَّعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ، فَأَذِنَ لَهَا.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا کہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کریں گے۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اعتکاف کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔[1]

فائدہ: قرآن وحدیث میں صحیح بات یہی ہے کہ عورت کا اعتکاف مسجد ہی میں ہے۔ اب الحمد للہ اکثر شہری علاقوں کی مساجد میں عورتوں کی عبادت کے لیے تمام سہولیات کے ساتھ باپردہ علیحدہ اہتمام ہوتا ہے۔ اس لیے صحیح مسلمان عورت کو مسجد میں اعتکاف بیٹھنا چاہیے۔ ویسے بھی اعتکاف نفلی عبادت ہے اگر کسی کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہیں تو نہ کرے۔ اس لیے عورتوں کا بعض لوگوں کے خودساختہ فتوے کی روشنی میں گھروں کے ایک گوشے میں پابند ہو جانا کسی طرح درست نہیں۔ اگر اعتکاف کرنا ہے تو مسجد میں کریں، ورنہ نہ کریں۔

1. صحيح البخاري، الاعتكاف، باب من أراد أن يعتكف...... ، حديث:2045.

حدیث: 22

امام بھول جائے تو عورت تالی بجائے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَآءِ فِي الصَّلَاةِ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے نماز میں۔''[1]

فوائد: ① اس حدیث میں اس بات کی تعلیم ہے کہ اگر امام نماز میں بھول جائے تو مرد مقتدی ''سبحان اللہ'' کہہ کر امام کو خبردار کرے جبکہ عورت، اگر وہ جماعت میں شریک ہے، تالی بجا کر متنبہ کرے گی تاکہ اس کی آواز نماز میں غیر محرم کے کانوں میں نہ پڑے اور حالتِ نماز میں کوئی فتنے میں نہ پڑے جس سے اس کی نماز خراب ہو جائے۔ ② یاد رہے! عام حالات میں شرعی حدود و قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے عورت غیر محرم سے ضرورت کے پیش نظر گفتگو کر سکتی ہے۔

حدیث: 23

ایام مخصوصہ میں عورت نماز نہیں پڑھے گی

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ

1 صحيح البخاري، العمل في الصلاة، باب: التصفيق للنساء، حديث: 1203، و صحيح مسلم، الصلاة باب تسبيح الرجل......، حديث: 954(422).

لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي»

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھیں استحاضے کا خون آتا تھا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جب حیض کا خون آئے، پس بے شک حیض کا خون کالے رنگ کا ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے تو جب وہ ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا (خون استحاضہ) ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔''[1]

فوائد: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام حیض میں عورت نماز نہیں پڑھے گی۔ بعد میں قضا بھی نہیں دی جائے گی اور نفاس کے خون میں بھی نماز ممنوع ہے، البتہ نفاس کا خون رکتے ہی غسل کر کے نماز شروع کر دینی چاہیے۔ بعض اوقات خواتین چالیس دنوں کے مکمل ہونے کا انتظار کرتی ہیں اور پھر نماز شروع کرتی ہیں، یہ درست نہیں کیونکہ یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ اگر پہلے خون رک جائے، پاکیزگی حاصل ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز کا اہتمام کریں۔ ② اگر حیض اور نفاس کے خون کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے خون آ رہا ہو تو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ اس میں عورت نماز بھی پڑھے اور باقی بھی اس کے سارے احکام پاک عورت والے ہیں، البتہ ہر نماز کے لیے وہ الگ وضو کرے گی۔ نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک ہے۔ اگر اس کے بعد بھی خون جاری رہتا ہے تو عورت پر لازم ہے کہ غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ ③ اگر ایک عورت کو مسلسل خون آتا ہے، یعنی وہ مستحاضہ بن گئی تو خونِ حیض کی اگر پہچان ہو جیسا کہ حدیث میں ہے تو ٹھیک ہے اور اس کے مطابق عمل کرے

1 سنن أبي داود، الطهارة، باب من قال توضأ لكل صلاة، حديث: 304.

ورنہ صحت کی حالت میں جتنے دن حیض آتا تھا اتنے دن نماز نہ پڑھے اور باقی دنوں میں نماز ضرور پڑھے۔ اگر خونِ حیض کی پہچان نہیں اور اپنی عادت کا بھی علم نہیں تو پھر عام عورتوں کی عادت کو دیکھتے ہوئے ہر مہینے چھ یا سات دن حیض کے شمار کرے باقی استحاضہ کے شمار کرے۔

حدیث: 24

تمام خواتین کو عید کے دن عید گاہ جانا چاہیے

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ﷺ قَالَتْ: أُمِرْنَا أَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حائضہ عورتوں اور پردہ نشین جوان لڑکیوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں (نماز میں شامل نہ ہوں، صرف دعا میں شرکت کریں۔)[1]

فوائد: ① عید کی نماز عیدگاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا رسول اکرم ﷺ کی ساری زندگی کی سنت ہے۔ کھلے میدان کے ہوتے ہوئے بلاوجہ مسجد میں نماز عید ادا کرنا سنت سے بے رغبتی ہے۔ ② خواتین کو شرعی حدود و قیود اور پردے کا لحاظ رکھتے ہوئے عید کے دن نماز کے لیے

1 صحيح البخاري، الصلاة، باب وجوب الصلاة في الثياب، حديث:351.

اور حائضہ اور نفساء ہونے کی صورت میں اجتماع و دعا میں شرکت کے لیے کھلے میدان میں جانا ضروری ہے۔ جو لوگ اسے قرون اولیٰ کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کا موقف غلط اور بلا دلیل ہے۔

حدیث: 25

حائضہ عورت ہاتھ دراز کر کے مسجد میں پڑی چیز اٹھا سکتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ» قَالَتْ: فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ»

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مسجد سے چٹائی پکڑاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں تو حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا خونِ حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“[1]

فائدہ: حائضہ عورت کے ہاتھوں میں نجاست نہیں ہوتی جس سے کوئی چیز پلید ہو جائے، لہٰذا کوئی پاک چیز اس کے پکڑنے سے پلید نہیں ہوتی، البتہ قرآن پڑھ سکتی ہے، بغیر حائل کے چھو نہیں سکتی، اس لیے کہ قرآن چھونے کے لیے کامل طہارت ضروری ہے، علاوہ ازیں حائضہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ ہاں، ضرورت کے پیش نظر ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے۔

1 صحيح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض...... حديث: 689(298).

حدیث: 26

نمازی اور بے نماز عورت میں فرق

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، فَقَالَ: «مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُورًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ»

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے نماز کا ذکر کیا تو فرمایا: ''جس نے نماز کی حفاظت کی وہ قیامت کے دن اُس کے لیے روشنی، دلیل اور نجات ہوگی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے لیے روشنی، برہان اور نجات نہیں ہوگی اور وہ قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔''[1]

فائدہ: اس حدیث میں نماز کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص اس کی محافظت کرے گا تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور باعث نجات ہوگی اور جو اس کی محافظت نہیں کرے گا، اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف، ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اکثر عورتیں بچوں کا یا کپڑوں کی صفائی کا بہانا بنا کر نماز میں حد درجہ غفلت کرتی ہیں۔ یہ کوئی عذر نہیں کیونکہ نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں، سوائے حیض و نفاس

1 مسند أحمد: 2/169.

کے۔حساب کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔اس روز گھریلو مصروفیت کا بہانہ کسی کام نہیں آئے گا، اس لیے میری بہنوں کو چاہیے کہ اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے نماز کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ان کو دلی سکون میسر آئے گا۔فی زمانہ ہم جس طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، اگر کسی خاتون کو دلی سکون مل جائے تو اسے اور کیا چاہیے؟ امت مسلمہ کی محرومی یہ ہے کہ ہمارا اسلام زبانی دعووں تک محدود ہوکر رہ گیا ہے۔دعویٰ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ہے جبکہ اعمال اس سے یکسر مختلف ہیں۔

حدیث: 27

عورت اور مرد کا کفن

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ .

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص تھی نہ پگڑی۔[1]

فوائد: ① مرد اور عورت کو غسل دینے کا ایک ہی طریقہ ہے، البتہ غسلِ میت کے دوران عورتوں کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائی جائیں گی اور انھیں پیچھے ڈال دیا جائے گا۔[2]
② مرد و عورت کے کفن کا بعض لوگ فرق کرتے ہیں کہ عورت کے لیے پانچ کپڑے ضروری قرار دیتے ہیں لیکن ایسا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اس لیے زیادہ بہتر اور افضل یہی

1 صحيح البخاري، الجنائز، باب الكفن بلاعمامة، حديث: 1273. 2 صحيح البخاري، حديث: 1263.

ہے کہ جتنے کپڑوں میں رسول اکرم ﷺ کو کفن دیا گیا اتنے کپڑوں پر ہی اکتفا کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ ③ مرد امام ہی مسلمان خاتون کا جنازہ پڑھائے گا۔عورتوں کو جنازے کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا ہے،البتہ کسی مسجد میں جنازہ آئے جہاں خواتین اپنی نماز کے لیے آئی ہوں تو پھر اس جنازے میں شرکت کر سکتی ہیں۔

حدیث: 28

عورت شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:...... كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ .

عباد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا بعد میں ہوا ہے تو آپ ﷺ کو آپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔[1]

فائدہ: احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی میت اور بیوی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ بلکہ موطا امام مالک، کتاب الجنائز: 133 میں ہے کہ جس وقت ابوبکر صدیق فوت ہوئے تو (ان کی اہلیہ) اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے اُنھیں غسل دیا۔ اس جیسی دیگر احادیث کی موجودگی میں اس مسئلہ میں کوئی اشکال نہیں رہتا کہ بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینا بھی ثابت ہے۔

[1] سنن أبي داود، الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله، حديث:3141.

حدیث: 29

عورت کے سوگ کی مدت

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ ابْنَةِ أَبِي سُفْيَانَ: لَمَّا جَاءَ هَا نَعْيُ أَبِيهَا دَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا»

ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب انھیں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی (تو تین دن گزرنے کے بعد) خوشبو منگوائی، پھر اپنے ہاتھوں پر لگائی اور فرمایا: مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا: ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے، جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔''[1]

فائدہ: ام المومنین ام حبیبہ کے والد فوت ہوئے تو تیسرے روز خوشبو منگوائی اور بازوؤں پر لگائی، پھر فرمایا: مجھے اس کی حاجت نہیں تھی۔ صرف یہ بتانے کے لیے کہ میں اب حالت

[1] صحيح البخاري، الطلاق، باب والّذين يتوفون......، حديث:5345.

سوگ میں نہیں ہوں، میں نے یہ خوشبو استعمال کی ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے خاوند کے سوا کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا ہے۔ یاد رہے کہ خاوند کے سوگ کی مدت میں عورت زیب و زینت سے پرہیز کرے، البتہ غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا یا اشد ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔

حدیث: 30

میت پر بین کرنا جائز نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ»

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جس نے رخسار پیٹے اور گریبان چاک کیے اور جاہلیت کے بول بولے۔''[1]

فائدہ: رونا پیٹنا، چیخنا چلانا، یہ دورِ جاہلیت کی بہت بری رسم تھی۔ کسی کی موت پر آہ وبکا اور نوحہ و ماتم کی صفیں بچھ جاتیں، جی بھر کر رخساروں کو پیٹا جاتا اور بالوں کو نوچا جاتا مگر جب اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ نے بڑی سختی سے ان حرکات سے منع کیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نوحہ و ماتم کرنے والے سے سخت ناراضگی، نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمایا ہے، اس لیے بے صبری کا مظاہرہ قطعاً نہیں کرنا چاہیے۔

[1] صحيح البخاري، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، حديث: 1294.

حدیث: 31

کثرت سے قبروں کی زیارت کو جانے والی عورت پر لعنت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بکثرت زیارتِ قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔[1]

فائدہ: کبھی کبھار عورت قبرستان جا سکتی ہے اور اپنے عزیز کی قبر پر دعا کرنا اُس کے لیے درست ہے۔لیکن جو عورتیں درباروں، مزاروں یا بزرگوں کی قبروں پر جا کر سجدے کرتی ہیں،نذر و نیاز مانتی ہیں یا وہاں کی مٹی کو برکت والا سمجھتی ہیں، وہ شرک کی بیماری میں مبتلا ہیں اور یہ امور حرام ہیں۔

حدیث: 32

زیورات پر بھی زکاۃ ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَّهَا، وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: «أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هٰذَا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ:

1 جامع الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية زيارة القبور......، حديث: 1056 .

«أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ»
قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا......

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (عبد اللہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ہمراہ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو اس کی زکاۃ دیتی ہے؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ پسند ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے؟'' راوی کہتے ہیں: یہ سن کر اس خاتون نے دونوں کنگن پھینک دیے......۔[1]

فوائد: ① سونے چاندی کے زیور میں زکاۃ ہے، زیور کی زکاۃ دونوں طریقوں سے نکالی جا سکتی ہے، سونے میں سے چالیسواں حصہ سونا اور چاندی میں سے چالیسواں حصہ چاندی بطور زکاۃ نکال دی جائے یا چالیسویں حصے کی قیمت ادا کر دی جائے، دونوں طرح جائز ہے۔ تاہم کسی کے پاس اگر حد نصاب ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی سے کم زیور ہے تو اس پر زکاۃ عائد نہیں ہوگی۔ ② اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اس خاتون نے اسی وقت وہ کنگن اتار کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیے اور کہا: یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ اس سے صحابیات رسول کی اطاعت شعاری کا پتہ چلتا ہے۔

1 سنن أبي داود، الزكاة، باب الكنز ما هو......، حديث: 1563 .

حدیث: 33

لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کریں۔"[1]

فائدہ: رسول اکرم ﷺ نے عقیقے کے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے اس حکم پر عمل کرتے رہے۔ بعض لوگ اسے منسوخ کہتے ہیں لیکن ان کا موقف غلط ہے۔ نہ یہ جاہلیت کی رسم ہے نہ منسوخ بلکہ آپ ﷺ کے قول و عمل دونوں سے ثابت ہے۔

حدیث: 34

عورت کا ذبیحہ

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ...... أَنَّ جَارِيَةً لَّهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِهَا مَوْتًا، فَكَسَرَتْ حَجَرًا

[1] جامع الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في العقيقة، حديث: 1513 .

فَذَبَحَتْهَا بِهِ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: لَا تَأْكُلُوا حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ، أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَسْأَلُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَكْلِهَا.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... ان کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرا رہی تھی، تو اس نے ایک بکری کو دیکھا کہ وہ مرنے والی ہے (قریب الموت ہے)، چنانچہ اس نے پتھر توڑ کر اس سے بکری ذبح کر دی تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس وقت تک نہ کھانا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم نہ پوچھ آؤں یا میں کسی کو بھیجوں جو نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھ آئے، پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا کسی کو بھیجا تو نبی ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔[1]

فائدہ: اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عورت کا ذبیحہ درست ہے وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ کسی بھی مسئلے کی وضاحت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اب چونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن آپ کے ارشادات تو ہمارے پاس محفوظ ہیں، اس لیے ہمیں ہر مسئلے کے لیے قرآن وحدیث کی پیروی کرنا ہوگی نہ کہ بزرگوں کی آراء کو اپنے مسائل کا حل سمجھا جائے گا۔ اہل علم سے مسئلہ معلوم کرتے وقت بھی یہی کہنا چاہیے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم بتائیں۔

---

1 صحيح البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أنهر الدم......، حديث: 5501.

حدیث: 35

حاملہ اور مُرضعہ کو فرض روزے میں رخصت

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ -يَعْنِي- نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ»

انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے کو معاف کر دیا ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے۔''[1]

فوائد: ① اس حدیث میں دو باتوں کا ذکر ہے، مسافر سے آدھی نماز اور روزہ معاف ہے، اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ معاف ہے۔ مسافر مرد ہو یا عورت جب سفر میں ہو تو وہ نماز قصر کرے، یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو رکعت ادا کرے، البتہ وتر بھی ادا کرے۔ فجر کی دو رکعت فرض نماز کے ساتھ دو رکعت سنت بھی پڑھے اور مغرب کے صرف تین فرض۔ نماز قصر کر کے پڑھنا اس وقت درست ہے جب سفر کم از کم 21، 22 کلومیٹر ہو۔ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے، تاہم اس کی بعد میں قضا ادا کرنا ہوگی۔ ② حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر مشقت ہو یا اپنی اور بچے کی صحت بگڑنے کا خدشہ ہو تو ان کے لیے بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ بعد میں اس کی قضا دے اور اگر قضا دینے کا موقع ہی نہیں ملتا تو پھر فدیہ ادا کر دے۔

1 سنن النسائي، الصيام، باب ذكر اختلاف معاوية بن سلام، حديث:2276 .

حدیث: 36

خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ......»

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھنا عورت کے لیے حلال نہیں۔''[1]

فائدہ: روزہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور صالح عمل ہے لیکن چونکہ بیوی سے شوہر کے حقوق وابستہ ہیں، اور شوہر کسی بھی وقت اس سے اپنے حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے، جبکہ روزہ بعض حقوق کے حصول میں مانع اور رکاوٹ ہے، اس لیے جب شوہر گھر پر ہے اور عورت روزے رکھنا چاہتی ہے تو وہ شوہر سے پوچھے اگر اجازت دے تو روزہ رکھے، نہیں تو نہ رکھے لیکن فرض روزے اور اسی طرح دیگر فرائض کی ادائیگی میں شوہر کی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں۔

حدیث: 37

کیا حائضہ مناسکِ حج ادا کرے گی؟

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها......، حديث: 5195.

فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمَثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي...... قَالَ: لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَإِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي»

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم حج ہی کو ذکر کر رہے تھے (حج کا احرام باندھا تھا)، پھر جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا، تو نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تو حائضہ ہوگئی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ حیض ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے، سو تم حاجی کی طرح تمام مناسک ادا کرو مگر جب تک پاک نہ ہو، بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔''[1]

فائدہ: حائضہ عورت کے لیے تمام مناسک حج، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، وقوفِ عرفات، مزدلفہ و منیٰ میں ٹھہرنا اور اذکار کرنا سب مشروع ہیں، لیکن حالت حیض میں طوافِ بیت اللہ نہیں کرے گی۔

حدیث: 38

عورتوں کا جہاد حج ہے

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟

[1] صحيح البخاري، الحيض، باب تقضي الحائض المناسك كلها ...... ، حديث: 305.

قَالَ: «نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ»

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں، وہ حج اور عمرہ ہے۔“[1]

فائدہ: خواتین کو چاہیے کہ وہ بھی عمل کرنے کی غرض سے مسائل دریافت کیا کریں۔ ان میں بھی نیکی کا جذبہ ہونا چاہیے۔ دل میں جہاد کا جذبہ تک بھی نہ ہونا نفاق کی علامت ہے۔

حدیث: 39

رشتہ دین کی بنیاد پر کریں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَّنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمھارے پاس کوئی ایسا آدمی پیغامِ نکاح بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کے ساتھ (اپنی بہن بیٹی کا) نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد بپا ہو جائے گا۔“[2]

1 سنن ابن ماجه، المناسك، باب الحج جهاد النساء، حديث: 2901 . 2 جامع الترمذي، النكاح، باب ما جاء فيمن ترضون دينه……، حديث: 1084.

فائدہ: خاندان یا برادری میں رشتہ ممنوع نہیں ہے۔ اگر رشتہ داروں میں مناسب رشتہ موجود ہو تو انھیں میں رشتہ کرلو لیکن صرف رشتہ داری ہی شادی کرنے کی بنیاد نہیں ہونی چاہیے بلکہ دین کو مقدم رکھنا چاہیے۔ لیکن حد درجہ افسوس کی بات ہے کہ پانچ وقت کے نمازی اور دین کا دعویٰ کرنے والے بھی صرف برادری کی بنیاد پر رشتہ داری قائم کرتے ہیں۔ دین کو ترجیح نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ رشتوں کے مسئلے میں اس وقت ہر گھر پریشان ہے۔ شادی بیاہ ہر انسان کی فطری ضرورت ہے لیکن ہم نے اپنی معاشرتی روایات سے اسے انتہائی مشکل بنا دیا ہے۔ خواتین اپنے بیٹے کے لیے چاند سی بہو لانے کی آرزو میں بلاوجہ لوگوں کی بیٹیوں کو مسترد کرتی ہیں۔ حسن و جمال ہی سب کچھ نہیں ہوتا۔ اصل چیز دین، سیرت و کردار اور اعلیٰ اخلاق ہے۔ ایک سانولی قبول صورت لیکن صاحب کردار بہو آپ کو اور آپ کے بیٹے کو جو سکھ دے سکتی ہے وہ ایک بد اخلاق حسن کی دیوی نہیں دے سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا دیندار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث: 40

حق مہر آسان تر اور مناسب ہونا چاہیے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ»

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین حق مہر وہ ہے جس کا ادا کرنا نہایت آسان وسہل ہو۔''[1]

1 المستدرك للحاكم: 182/2، وصحيح الجامع الصغير، حديث: 3279 .

فوائد: ① لڑکی والوں کا لڑکے کی استطاعت سے زیادہ حق مہر کا مطالبہ کرنا قطعاً درست نہیں۔ شوہر آسانی کے ساتھ جو دے سکے وہی بہتر ہے۔ ② بعض لوگ بتیس روپے کو شرعی حق مہر سمجھتے ہیں۔ یہ بے بنیاد بات ہے۔ ③ مہر کا تعین مجلس نکاح میں یا اس سے پہلے کر دیا جائے۔ تعین نہ ہو سکے تو بھی نکاح درست ہے اور باہمی رضا مندی سے طے شدہ مہر بعد میں بھی دینا لازم ہے۔ ④ آپ ﷺ نے اپنی ہر ایک بیوی کو بارہ اوقیے، یعنی چار سو اسی درہم حق مہر دیا۔ جبکہ ام حبیبہ ؓ کا حق مہر آپ کی طرف سے نجاشی نے چار ہزار درہم دیا تھا۔

حدیث: 41

عورت کی رضا کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ»

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے۔“ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے ہے؟ فرمایا: ”اس کا خاموش رہنا۔“[1]

فائدہ: رشتہ کرتے ہوئے لڑکی کی رائے کو بالکل اہمیت نہ دینا، دینداری نہیں بلکہ سراسر اللہ

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب لا ينكح الأب......، حديث: 5136.

کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے اور اسی طرح ایک صحیح العقیدہ لڑکی کو بدعقیدہ شخص کے ساتھ بیاہ دینا صریحاً ظلم ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے حسب حال رشتہ تلاش کریں۔ اس کے ذہنی رجحان کا خیال رکھتے ہوئے دین داری کی بنیاد پر شادی کریں۔ اس پر زبردستی نہ کریں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین نامناسب جگہ اپنی بیٹی کو بیاہنا چاہتے ہیں۔ ایسے موقع پر بیٹی کی رائے انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ نکاح کے معاملے میں نہ تو کنواری لڑکی پر جبر او زبردستی کی جاسکتی ہے اور نہ شوہر دیدہ پر۔ لیکن یاد رہے کہ نہ کنواری لڑکی اپنا نکاح خود کرسکتی ہے اور نہ ہی شوہر دیدہ، دونوں کے نکاح میں ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے اس کے بغیر نکاح ہی نہیں ہوتا۔ البتہ شوہر دیدہ اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ استحقاق رکھتی ہے، تاہم ولی کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

حدیث: 42

ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح؟

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ام المؤمنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی خاتون نے اپنے ولیوں کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، اس کا نکاح باطل ہے۔“ آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔[1]

[1] سنن أبي داود، النكاح، باب في الولي، حديث:2083، وجامع الترمذي، النكاح، باب ◄◄

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ولی کے بغیر کیے گئے نکاح کی کوئی حیثیت نہیں (جامع الترمذي، حديث:1101) مگر افسوس! ہماری مغرب زدہ اور اسلامی تعلیمات سے بے خبر عدالتوں نے بے شمار والدین کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ انھوں نے گھروں سے بھاگے ہوئے جوڑوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے شریعت کی حدوں کو پامال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت نصیب فرمائے۔ والدین اپنی اولاد کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہیں اور اولاد نوجوانی کی ناسمجھی کا شکار ہو جاتی ہے۔ آوارہ منش لڑکے معصوم بچیوں کو بہکا لیتے ہیں۔ اور بجائے سزا انھیں قانونی تحفظ بھی مل جاتا ہے۔ یاد رہے! عدالت کے فیصلے سے حرام حلال نہیں ہوجاتا۔ ولی کی اجازت کے بغیر کورٹ میرج کرنے والے اگر تعلقات زن وشو قائم کرتے ہیں تو وہ بدکاری کررہے ہیں۔

حدیث: 43

نیک بیوی کا حاصل ہونا

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِينِهِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الْبَاقِي»

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی عطا فرما دی، تو یقیناً اس نے اس کی آدھے دین میں مدد کر دی۔ اب باقی آدھے دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔''[1]

فائدہ: اسلام میں نیکی کو بہت اہمیت حاصل ہے، سو جس میں بھی یہ نیکی ہو وہ قابل قدر

◄◄ لا نكاح إلا بولي، حديث: 1102. [1] المستدرك للحاكم: 161/2، وصحيح الترغيب، حديث: 1916.

ہے۔ نیک بیوی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس سے زندگی بہت پرسکون بن جاتی ہے۔ اگر نیکی نہیں تو زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ میری وہ اسلامی بہنیں جن کی ازدواجی زندگی تلخ ہے، انھیں چاہیے کہ اپنا جائزہ لیں۔ ضروری تو نہیں کہ خرابی کی جڑ ان کا شوہر ہو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کی ناکام ازدواجی زندگی میں ان کا اپنا قصور زیادہ ہو۔ اگر ان کے شوہر کا رویہ نامناسب اور غیر اخلاقی ہے تو پھر بھی وہ صبر سے کام لیں۔ اگر وہ «اِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ» کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں تو یہ ان کے لیے عظیم کامیابی ہوگی۔

حدیث: 44

شوہر اپنی بیوی سے بغض نہ رکھے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مومن مرد اپنی ایماندار بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو دوسری عادت (اور صفت) اسے پسند ہوگی۔“[1]

فائدہ: اس میں بھی ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ایک نہایت حکیمانہ نکتہ بیان فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص میں اگر کچھ خامی یا کوتاہی ہوتی ہے تو کچھ خوبی بھی ہوتی ہے۔ مرد کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ اگر بیوی میں کوئی خامی دیکھے تو اسے نظر انداز کر کے اس کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ اسی طرح عورت بھی اگر شوہر کی بعض باتوں سے دل گیر ہو تو وہ بھی

[1] صحيح مسلم، الرضاع، باب الوصية بالنساء، حديث:3645(1467).

اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ اس طرح سے زندگی خوشگوار گزرے گی۔

حدیث: 45

دودھ پینے سے حرام ہونے والے رشتے

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ»

ام المؤمنین عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔“[1]

فائدہ: مدتِ رضاعت دو اسلامی سال ہے اور رضاعت صرف دو سال کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح کہ بچہ کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پی لے۔ ایک یا دو دفعہ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ایسے بچے کے رضاعی والدین کی مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں اور اس کی اپنی رضاعی بھتیجیاں اور بھانجیاں اُس کے نکاح میں نہیں آ سکتیں، نیز رضاعت کے حوالے سے یہ اصول ہمیشہ یاد رکھیں ”از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند واز جانب شیر خوار فقط زوجان وفروع“ (دودھ پلانے والی کی جانب میں اس کے اقارب دودھ پینے والے کے اقارب بن جاتے ہیں مگر دودھ پینے والے کی جانب میں صرف دودھ پینے والا اور اس کے بیوی بچے دودھ پلانے والی کے اقارب بنتے ہیں)

1 صحیح مسلم، الرضاع، باب یحرم من الرضاع......، حدیث: 3569(1444).

حدیث: 46

بھتیجی و پھوپھی اور بھانجی و خالہ ایک نکاح میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں اکٹھا نہ کیا جائے۔''[1]

فوائد: ① پھوپھی اور بھتیجی، اسی طرح خالہ اور بھانجی کو ایک ہی وقت میں اکٹھی نکاح میں رکھنا جائز نہیں، اس لیے کہ سوکنوں میں عام طور پر مخالفانہ جذبات پائے جاتے ہیں چنانچہ اگر یہ دونوں ایک ہی نکاح میں ہوں تو آپس کی مخالفت قطع رحمی تک پہنچ جائے گی، لہٰذا یہ عمل شرعاً ممنوع قرار پایا۔

② یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید میں صراحتاً ان دو عورتوں کو ایک ہی وقت نکاح میں اکٹھا کرنے سے منع نہیں آیا ہے لیکن چونکہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے، حدیث میں اس سے منع آیا ہے، لہٰذا جس طرح قرآنِ مجید حجت ہے اسی طرح حدیث شریف بھی مستقل حجت ہے۔ قرآن مجید کو ماننے کا دعویٰ کرنا لیکن احادیث صحیحہ کا انکار کرنا ضلالت و گمراہی ہے۔

1. صحيح البخاري، الجنائز، باب لا تُنْكَحُ المرأة على عمتها، حديث: 5109.

حدیث: 47

عورت گھر کی نگران ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ...... وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ»

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت (اور ذمہ داری) کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا...... اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران (اور ذمہ دار) ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''[1]

فائدہ: یہ حدیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے حتی کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت کو بھی اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے، اصلاح کرنے اور حفاظت کرنے کی ذمہ دار اور کوتاہی پر باز پرس کی مستحق قرار دیا گیا ہے۔

حدیث: 48

جنتی عورت کی نشانیاں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ

1 صحيح البخاري، العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق، حديث:2554.

خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ تْ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت جب پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔''[1]

فوائد: ① بندوں سے متعلق عموماً دو طرح کے حقوق ہوتے ہیں: حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اس حدیث میں حقوق اللہ کے ذکر کے بعد خاوند کے حقوق کا تذکرہ ہے۔ عورت عموماً بچوں کے حقوق ادا کرتی ہے کیونکہ اس پر اسے ماں کی ممتا مجبور کرتی ہے اور خاوند کے حقوق میں غفلت کا مظاہرہ کرتی ہے، اس لیے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ② یاد رہے کہ یہ بھی خاوند کا حق ہے کہ اس کے والدین اور عزیز و اقارب سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا جائے۔ رشتہ داریوں میں کیونکہ مسائل تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں، اس لیے خاتون کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے، کسی بھی ایسے اقدام سے گریز کرنا چاہیے جس سے اس کے خاوند کو اذیت ہو۔

حدیث: 49

بہترین اور بدترین عورتوں کی نشانیاں

عَنْ أُذَيْنَةَ الصَّدَفِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَدُودُ الْوَلُودُ، اَلْمُوَاتِيَةُ اَلْمُوَاسِيَةُ إِذَا اتَّقَيْنَ اللّٰهَ، وَشَرُّ نِسَائِكُمْ

1 صحيح الترغيب، حديث: 1931 .

الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ»

اذینہ صدفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھاری سب سے بہترین عورتیں، محبت کرنے والی، اولاد جننے والی، موافقت کرنے والی اور غم خواری کرنے والی ہیں، بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈریں، اور تمھاری بدترین عورتیں بن سنور کر باہر گھومنے والی اور متکبر عورتیں ہیں، ایسی عورتیں منافق ہیں۔ شاذ و نادر ان میں سے کوئی جنت میں جائے گی جیسے کووں میں ایسا کوا بڑی مشکل سے ملتا ہے جس کی ٹانگیں اور چونچ سرخ ہو۔''[1]

فائدہ: نیک اور بدعورت کے لیے یہ حدیث معیار ہے۔ ہر عورت اس معیار پر اپنے آپ کو پرکھتے ہوئے با آسانی فیصلہ کرسکتی ہے کہ میرا شمار بہترین عورتوں میں ہے یا میں اپنے برے معاملات کی وجہ سے بدترین عورتوں کی صف میں شامل ہوں؟ اگر وہ انصاف سے سمجھتی ہے کہ اس کے اوصاف جنتی عورتوں والے نہیں تو اس کا یہ سمجھنا کافی نہیں۔ اسے چاہیے کہ اپنے شب و روز کے معمولات بدلے اور ان خوش نصیب عورتوں میں شامل ہو جائے کہ جنت جن کی منتظر ہے۔

حدیث: 50

جس عورت سے اُس کا خاوند راضی ہو وہ جنت میں جائے گی

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ

1۔ السنن الکبریٰ للبیھقي: 82/7، وسلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: 1849۔

وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّةَ»

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اُس سے اُس کا خاوند راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہو گی۔''[1]

فوائد: ① یہ فضیلت ایسی عورتوں کے لیے ہے جو اسلام کے احکام و فرائض کی پابندی کے ساتھ اپنے خاوند کو خوش رکھنے کا اہتمام کرتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں احکام الہیہ کی پابندی کے ساتھ خاوند کو خوش و راضی رکھنے کا عمل درحقیقت ایک عورت کے لیے جنت میں داخلے کی کنجی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے خاوند کے مقام کا پتا چلتا ہے۔ لیکن خاوند کے اعلیٰ مرتبے کا مطلب یہ نہیں کہ بیویوں کو حقیر جانا جائے۔ ایسا کرنے والا اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

حدیث: 51

اولاد سے نرمی کرنے والی عورت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَ أَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ پر سوار ہونے والی (عربی) عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں کہ اپنی کم سن اولاد پر شفقت کرتی ہیں، شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی

1 جامع الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج......، حديث: 1161.

ہوتی ہیں۔“ [1]

فائدہ: اس حدیث میں قریشی عورتوں کا ایک بہترین وصف بیان ہوا ہے کہ اولاد پر شفقت کرنے والی ہیں اور خاوند کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ یہ ایسا ایک قابل ستائش وصف ہے کہ جس عورت میں بھی پایا جائے وہ قابل تعریف بن جاتی ہے۔ چنانچہ ایسے بہترین اوصاف کے حصول میں کوشش ضروری ہے۔

حدیث: 52

رحمت کے حقدار میاں بیوی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ»

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایسے مرد (شوہر) پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے تو وہ بھی نماز پڑھے، سو اگر وہ انکار کرے تو یہ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ ایسی عورت پر رحم کرے جو رات کو اُٹھی، پھر اُس نے نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو بیدار کیا۔ اگر وہ نہ جاگا تو اُس کے

1 صحيح البخاري، النكاح، باب إلى من ينكح......، حديث:5082 .

منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔"[1]

فائدہ: اس حدیث میں نیک میاں بیوی کا کردار بیان کیا گیا ہے کہ وہ نیکی اور طاعت کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، نیز حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بے تکلفی ہونی چاہیے۔

حدیث: 53

عورت شوہر کے کپڑوں کا بھی خیال رکھے

عَنْ عَائِشَةَ ﷝ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ.

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے میں نبی پاک ﷺ کے کپڑے سے منی دھوتی تھی، پھر آپ ﷺ (انھیں پہن کر) نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے جبکہ پانی کے نشانات کپڑے پر ہوتے تھے۔[2]

حدیث: 54

بدزبان عورت پسندیدہ نہیں

عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ ﷛ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي امْرَأَةً

1 سنن أبي داود، الوتر، باب الحث على قيام الليل، حديث: 1450 . 2 صحيح البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه......، حديث: 229.

وَإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا، يَعْنِي الْبَذَاءَ، قَالَ: «فَطَلِّقْهَا إِذًا» قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ لَهَا صُحْبَةً وَلِي مِنْهَا وَلَدٌ، قَالَ: «فَمُرْهَا۔ يَقُولُ عِظْهَا۔ فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلُ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ كَضَرْبِكَ أُمَيَّتَكَ»

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے جس کی زبان میں کچھ ہے، یعنی بیہودگی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب تو اُسے طلاق دے دے۔'' میں نے کہا: پرانا ساتھ ہے اور میرے اُس سے بچے بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو اُسے حکم دے۔ آپ کی مراد تھی کہ اُس کو نصیحت کرو۔ اگر اُس میں بھلائی ہوئی تو ضرور قبول کرلے گی اور تم اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو۔''[1]

فوائد: ① عورت بدزبان اور خاوند کا احترام کرنے والی نہ ہو تو مرد کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ بالخصوص ایک مزدور اور ملازم پیشہ شخص سارا دن محنت اور مزدوری کی مشقت برداشت کرکے شام کو سکون کے لیے گھر لوٹے اور گھر بیوی اس کا خیال نہ رکھے بلکہ بدزبانی کرے تو اس کے لیے زندگی ایک عذاب بن جاتی ہے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے ایسی بد اخلاق عورت کو طلاق کا مشورہ دیا۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کا تعلق اتنا معمولی نہیں کہ اسے یک لخت ختم کردیا جائے، بالخصوص جب بچے ہو جائیں تو پھر ایک دوسرے کو صبر وشکر سے برداشت کرنا چاہیے۔

1 سنن أبي داود، الطهارة، باب في الاستنثار، حديث:142.

حدیث: 55

شوہر کی خدمت جنت اور نافرمانی جہنم کا باعث

عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ ﷛ أَنَّ عَمَّةً لَهُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟» قَالَتْ: مَا آلُوهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ قَالَ: «فَانْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ»

حصین بن محصن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُن کی پھوپھی کسی کام کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوئی تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو شوہر والی ہے؟'' اُس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''تیرا اُس کے ساتھ سلوک کیسا ہے؟'' اُس نے کہا: میں اُس کی خدمت میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کرتی، سوائے اس کے جو میرے بس میں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیال رکھنا کہ تیرا اُس کے ساتھ کیسا سلوک ہے کیونکہ وہ تیری جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔''[1]

فائدہ: عورت غیر محرم سے مسئلہ دریافت کرسکتی ہے، اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں کی اصلاح کرتے رہیں۔ خصوصاً بچیوں کو، خاوند کی جائز امور میں اطاعت و فرمانبرداری کی ضرور تلقین کرنی چاہیے کیونکہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری ہی پر ان کی نجات

1 مسند أحمد: 341/4 .

کا دارومدار ہے۔

حدیث: 56

نافرمان بیوی کو جنتی حور کی بددعا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّاقَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ، يُوشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا»

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
"جب کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو حورِعین میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ و برباد کرے، اس کو تکلیف نہ دے۔ وہ تھوڑے عرصے کے لیے تیرے پاس مہمان ہے۔ عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔"[1]

فوائد: ① اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں کو اپنے فضل سے ضرور جنت عطا کرے گا، یاد رہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو پیدا ہو چکی ہے۔ مسلمان کو مرنے کے بعد اس کا نظارہ کروایا جاتا ہے۔ ② جنت کی بے شمار نعمتوں کے علاوہ حوریں بھی اہلِ جنت کو ملیں گی۔ اگر عورت نیک ہوئی تو اپنے خاوند کے ساتھ ہوگی اور اس کا مرتبہ ان حوروں سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ جس طرح شریعت اسلامیہ نے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے، اسی

1 جامع الترمذي، الطلاق واللعان، باب الوعيد للمرأة......، حديث:1174، وسلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: 173.

طرح عورت کو بھی ایسا رویہ اختیار کرنے سے روکا ہے جس سے خاوند کو تکلیف ہو۔

حدیث: 57

عورت اللہ کی نافرمانی میں کسی کی بات نہ مانے

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَاءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِهَا ، فَقَالَ : «لَا، إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ»

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی۔ اس کے سر کے بال جھڑ گئے تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور اس بات کا ذکر کیا اور پوچھا کہ اس کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، بال جوڑنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔“[1]

فوائد: ① اس حدیث میں مصنوعی بال (وگ) لگانے کی حرمت ظاہر ہے، یہ عمل آج کل بہت عام ہوگیا ہے مرد و عورتیں مصنوعی بال لگا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو وہاں پر کسی کی بات نہیں مانی جائے گی۔ ② جس طرح مصنوعی بال لگوانا جائز نہیں اسی طرح ابروؤں کو باریک کرنے کے لیے بال اکھیڑنا بھی حرام ہے۔

1 صحيح البخاري، النكاح، باب لا تطيع المرأة زوجها في معصية، حديث:5205 .

حدیث: 58

اگر شوہر با کفایت نفقہ نہ دے تو؟

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! إِنَّ أَبَاسُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ، فَقَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ»

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک ہند بنت عتبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو جائے، مگر یہ کہ میں خود اس کے علم کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے لوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دستور کے مطابق جو تیرے لیے کافی ہو اور تیری اولاد کے لیے، وہ لے لیا کرو۔''[1]

فوائد: ① ہند، معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے خاوند ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔ ② اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ خاوند اگر دستور کے مطابق گھریلو اخراجات (نان نفقہ) کے لیے رقم نہ دے تو بیوی کو اجازت ہے کہ وہ اس کے علم کے بغیر دستور کے مطابق نفقے کے لیے، اس کے مال میں سے کچھ لے لے۔ لیکن اس سے مقصد اپنے اور بچوں کے ضروری اخراجات پورے کرنے ہوں نہ کہ عام غیر ضروری یا فضول اخراجات۔

1 صحيح البخاري، النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل......، حديث:5364.

حدیث: 59

عورت کو خاوند کے مال سے صدقہ کرنے کا ثواب

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا أَعْطَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِطِيبِ نَفْسٍ غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، فَإِنَّ لَهَا مِثْلَ أَجْرِهِ، لَهَا مَا نَوَتْ حَسَنًا، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ»

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت شوہر کے گھر سے خوشی کے ساتھ عطیہ دے اور عطیہ میں اسراف کرنے والی نہ ہو، اس کے لیے شوہر کی مثل اجر ہے، اس کے لیے وہی ہے جو اس نے اچھی نیت کی ہے اور خازن کے لیے بھی اس جیسا اجر ہے۔''[1]

فائدہ: جن گھروں میں مرد حضرات کی عادت معلوم ہو کہ اگر اُن کی خواتین اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کریں تو وہ اس پر ناراض نہیں ہوتے، ایسی خواتین کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی صدقہ کرنا جائز ہے۔ ان شاء اللہ وہ سب اجر میں شریک ہوں گے لیکن عورت کو شوہر کی اجازت لے لینی چاہیے، اسی میں زیادہ بہتری ہے۔

حدیث: 60

ناشکری کرنے والی عورت کا انجام

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ

[1] جامع الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في نفقة المرأة......، حديث: 672.

إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ»

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنے شوہر کا شکر نہیں ادا کرتی، حالانکہ وہ اس سے بے نیاز بھی نہیں رہ سکتی۔''[1]

فائدہ: شکر والی زندگی میں برکت ہے۔ تھوڑا کھا کر زیادہ شکر کرنا نیک خواتین کا شیوہ ہے، وگرنہ کم ظرف عورتیں سب کچھ لے کر بھی زبان سے ناشکری والے کلمات کہتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے جہنم میں کثرت کے ساتھ جانے کا ایک سبب خواتین کی اپنے خاوندوں کی ناشکری بھی بتلایا ہے۔ مسلمان خواتین کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خاوند کی ناشکری سے گریز کرنا چاہیے۔

حدیث: 61

عورت کو خلع کا حق حاصل ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً»

1 المستدرك للحاكم: 2/190، والسلسلة الصحيحة للألباني، حديث: 289۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ثابت بن قیس، مجھے اس کے دین اور اخلاق پر کوئی اعتراض نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، (مسلمان ہوتے ہوئے گناہ کروں یہ مجھے پسند نہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو اس کا باغ واپس لوٹاتی ہے؟'' اُس نے کہا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس کے شوہر سے) فرمایا: ''باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دو۔''[1]

فوائد: ① بیوی کسی اہم مجبوری کے پیش نظر اپنے شوہر سے بیزار ہو اور وہ مال کے عوض طلاق حاصل کرے تو اُسے خلع کہتے ہیں، یعنی خلع میں عورت حق مہر واپس کر دیتی ہے۔ ② خلع کی عدت ایک حیض ہے جبکہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہے۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اُس کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ بلا وجہ خلع کا مطالبہ کرنے والی خواتین کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقات کہا ہے۔

حدیث: 62

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر

1 صحيح البخاري، الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه، حديث:5273 .

صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔''[1]

فوائد: ① دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ اگر کوئی شوہر ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ صرف ایک شمار ہوگی، یعنی طلاقِ رجعی ہوگی، طلاقِ بائنہ نہیں۔ صحیح مسلم کی یہ روایت اس مسئلہ میں حد درجہ واضح اور فیصل ہے، لہٰذا جو طریقہ زمانۂ نبوی میں تھا، اُسی طریقہ پر آج بھی عمل کرنا چاہیے اور حلالہ کی لعنت سے اپنا دامن داغ دار نہیں کرنا چاہیے۔ غیرت مند مسلمان خواتین کو چاہیے کہ اگر (اللہ نہ کرے) ان کی ازدواجی زندگی اس تلخ موڑ پر پہنچ جائے تو وہ سختی کے ساتھ حلالے جیسے قبیح فعل کا انکار کریں کیونکہ طلاق شوہر دیتا ہے، سزا بیوی کو کیوں ہے؟ ایسی مشکل میں پھنسی ایک خاتون نے کیا خوب کہا تھا: ''حلال ہو جاؤں گی حلالہ نہیں کراؤں گی۔'' مشاہیر امت اور پاک و ہند کے متعدد علمائے احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ ② یاد رہے! جس عورت کو شرعی طریقے سے تین طلاقیں ہو چکی ہیں، اُس کا نان و نفقہ اور رہائش خاوند کے ذمہ نہیں، البتہ حاملہ ہونے کی صورت میں نان و نفقہ اور رہائش وضع حمل تک خاوند کے ذمے ہوگا۔

حدیث: 63

بلا وجہ خاوند سے طلاق مانگنے والی

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ»

1. صحیح مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، حدیث: 3673-(1472)

ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے بغیر کسی حرج اور ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''[1]

فائدہ: معاشرتی زندگی کی اساس نکاح ہے، اس لیے اسلام نے اس اہم ترین مسئلے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ یہ نہیں کہ لوگوں کو شتر بے مہار چھوڑ دیا ہو، وہ جو مرضی کرتے رہیں۔ عورت کو اگر ظالم شوہر سے نجات کے لیے خلع کا حق عطا کیا ہے تو ساتھ ہی بات بات پر شوہر سے ناراض ہو کر طلاق کا مطالبہ کرنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔ اگر یہ ضابطے نہ ہوتے تو ہماری معاشرتی زندگی کا ڈھانچہ برباد ہو جاتا جیسا کہ اہل مغرب کا ہوا ہے۔

حدیث: 64

مردوں کے لیے سب سے نقصان دہ فتنہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''[2]

فائدہ: اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے وجود، اس کے حسن و جمال کو مردوں کے لیے تمام فتنوں میں سے سب سے نقصان دہ فتنہ قرار دیا ہے، جس کا مشاہدہ بہ آسانی کیا

[1] سنن أبي داود، الطلاق، باب في الخلع، حديث: 2226 ، وصحيح الجامع الصغير، حديث: 2706. [2] صحيح البخاري، النكاح، باب مايتقى من شؤم المرأة، حديث: 5096 .

جاسکتا ہے، بالعموم عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لیے ہی مرد رشوت خوری اور ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر عورتیں حدودِ شریعت کا لحاظ کریں تو مرد نافرمانیوں میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے بچائے۔

حدیث: 65

عورت کی حکمرانی میں ناکامی ہے!

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷛...... قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ: «لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً»

ابوبکرہ ﷛ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا: ''ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جو اپنے معاملۂ حکومت میں عورت کو والی (حاکم) بنائے۔''[1]

فائدہ: عورت کا دائرۂ کار محدود ہے اور اس کا دائرۂ عمل مرد سے مختلف ہے۔ اسے صرف گھر کی چاردیواری میں مسئول بنایا گیا ہے، وہاں بھی اس کا خاوند اس کا نگران ہے۔ خلافت اور حکومت کی بھاری ذمہ داری مردوں ہی پر ڈالنا درست ہے۔ عورت کی ساخت اور مسائل اس بھاری ذمہ داری کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ حکمرانی صرف اور صرف مردوں کا حق ہے، اس لیے ہمارے جاہل دانشور جو مرضی تاویلیں کرتے پھریں، فرمان رسول ﷺ برحق ہے۔

1. صحيح البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى......، حديث: 4425.

عورت کی حکمرانی صرف اور صرف ناکامی کا راستہ ہے۔ سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے، عورت کی حکومت میں قوم کامیاب نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔

حدیث: 66

جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو گی

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ واطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ»

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں زیادہ فقراء کو پایا اور جہنم میں جھانکا تو اس میں زیادہ عورتیں دیکھیں۔''[1]

فائدہ: یہ حدیث پڑھ کر اگر کسی خاتون کے دل میں کوئی تنگی پیدا ہوتی ہے تو اسے اپنے ایمان اور اسلام کی خیر منانی چاہیے اور اگر کوئی خاتون اس حدیث شریف کے مطالعے کے بعد اپنی اصلاح کرتی ہے تو وہ خوش نصیب ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ کے فرمان کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ اخلاق کے پیکر اور رحمۃ للعالمین تھے۔ امت کی خواتین کے سب سے زیادہ خیر خواہ تھے۔ آپ خواتین سے محبت کرنے والے تھے، نفرت کرنے والے نہیں تھے۔ آپ کا اسوہ اس بات کی دلیل ہے۔ اس لیے خواتین کا یہ فرض ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے شب و روز کی سمت متعین

1 صحيح البخاري، الرقاق، باب فَضْل الفقر، حديث: 6449.

کریں تا کہ انھیں جنت میں صدیقین اور صالحین کی رفاقت میسر آ سکے۔

حدیث: 67

نافرمان عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ»

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔''[1]

فوائد: ① ایک روایت میں ہے: چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں جو اللہ کی طرف سے کی گئی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، ان سب پر لعنت ہے۔[2] بے دین تو بے دین رہے، اب یہ بیماری دین دار گھرانوں کی عورتوں میں بھی آ چکی ہے۔ ان کی خواتین بھی فیشن زدہ عورتوں اور مغربی کلچر کی نقالی میں شریعت کی حدود سے تجاوز کر جاتی ہیں۔ خصوصاً شادی بیاہ یا خوشی کے دیگر موقعوں پر وہ فرامین نبوی کو فراموش کر دیتی ہیں۔ خوبصورت نظر آنا یا حسن و جمال کی آرائش یہ عورت کا حق ہے لیکن اس کے لیے اسلام کے متعین کردہ ضوابط کو پامال کرنا حد درجہ بے وقوفی ہے۔ ایک مسلمان خاتون کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اطاعت رسول سے خالی نہیں ہونا چاہیے کجا یہ کہ وہ ایسا کام

---

1 صحیح البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، حدیث: 5937 ۔ 2 صحیح البخاري، حدیث: 5939.

کرے جس کے سبب اس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائیں۔ کیا اس سے زیادہ بدنصیب بھی کوئی خاتون ہو سکتی ہے؟ ②دور حاضر میں وبائی مرض کی طرح پھیل جانے والا ابرو کے بال باریک کرنے کا عمل بھی تغییر لخلق اللّٰه کے زمرے میں آتا ہے۔ پھر یہ کفار کی مشابہت کی وجہ سے بھی حرام ہے۔

حدیث: 68

دنیا کی چمک دمک میں الجھنے والو! غور کرو

وَعَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِالسُّوقِ...... فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟» فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ...... فَقَالَ: «فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ»

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ بازار سے گزرے......تو وہاں بکری کے ایسے مردہ بچے کے پاس سے بھی گزرے جس کے کان بالکل چھوٹے تھے، آپ اس کے درپے ہوئے اور اس کا کان پکڑا، پھر فرمایا: ''کون اس کو ایک درہم کا لینا پسند کرے گا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم کسی چیز کے بدلے اُسے لینا پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''[1]

[1] صحیح مسلم، الزہد، الدنیا سجن المؤمن، حدیث: 7418 (2957)

فائدہ: افسوس ہے ایسی عورتوں پر جو اس قدر حقیر اور بے وقعت دنیا کے لیے اپنے دین کا سودا کرتی ہیں اور دنیا کی جھوٹی شہرت ومحبت کے لیے رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا مذاق اڑاتی ہیں۔

حدیث: 69

پردے کی حد درجہ تاکید

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ أَنَّهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ أَكْنَفَ (أَوْ أَكْثَفَ) مُرُوطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا»

ام المومنین عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اولین مہاجر خواتین پر رحم فرمائے جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا ''ان عورتوں کو چاہیے کہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکّل مارے رہیں'' تو انھوں نے اون کی موٹی موٹی چادریں پھاڑ کر اپنی اوڑھنیاں بنالیں۔ [1]

فوائد: ① پردہ عفت وحیا کی علامت ہے۔ اسلام عورتوں کی عزت وعصمت کی نگہداشت کو زبردست اہمیت دیتا ہے۔ اسے کسی بھی ایسے فتنے سے دور رکھنے کے لیے جس سے اس کی ناموس داغدار ہو بڑے سخت قواعد وضوابط مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اپنی کمزور طبیعت کے باعث کسی آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ ان منجملہ احکام میں سے پردے کا حکم بھی ہے۔ قرون اولیٰ کی مومن خواتین نے اس حکم ربانی پر کیسے عمل کیا اس کی ایک جھلک حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

1 سنن أبي داود، اللباس، باب في قول الله تعالى......، حديث:4102.

خواتین کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں (جن سے کسی بھی صورت میں نکاح ہو سکتا ہے) سے اپنا پورا جسم چھپا کر رکھیں حتی کہ گندی اور بازاری قسم کی عورتوں کے سامنے بھی اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ ② بہت بوڑھی خواتین کے لیے کچھ رعایت ہے لیکن وہ بھی باپردہ رہیں تو یہ زیادہ فضیلت اور پاکیزگی کی بات ہے۔ نیز یاد رہے کہ برقع اپنا جسم اور زینت چھپانے کے لیے پہنا جاتا ہے، اس لیے برقعے کا کپڑا سادہ اور موٹا ہونا چاہیے۔ اپنے برقعوں پر نقش و نگار اور پھول پتیاں بنانے سے گریز کیجیے تاکہ آپ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز نہ بنیں۔

حدیث: 70

غیر محرم عورت سے تنہائی اختیار کرنا حرام ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ»

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے مگر اس حال میں کہ جب اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔“ [1]

فائدہ: دین اسلام نے ایک پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لیے جو اصول وضوابط متعین کیے ہیں، یہ فرمان نبوی بھی ان میں سے ایک ہے۔ انسان کا دل وساوس کی آماجگاہ ہوتا ہے اور شیطان ہمہ وقت اسے ہدف بنائے ہوتا ہے، اس لیے غیر مرد کے ساتھ اگر کوئی خاتون تنہائی

1 صحيح البخاري، النكاح، باب لا يخلون رجل......، حديث: 5233.

میں ہو تو دونوں پر شیطان کو وار کرنے میں نہایت سہولت ہوتی ہے، وہ ایسے موقع کی تلاش میں ہوتا ہے۔ اسے شرمندہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان خواتین غیر مردوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے گریز کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی شرمندگی کسی کے دل کا درد بن جائے اور وہ زندگی کے آخری لمحات تک اسے تڑپاتا رہے۔ مذکورہ بالا حدیث سن کر ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری بیوی حج کی غرض سے مکہ کے لیے چل پڑی ہے اور میرا نام فلاں جہادی مہم میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جہاد میں نہ جاؤ بلکہ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ غیر محرم کے ساتھ سفر اور خلوت کتنا بڑا گناہ ہے۔

حدیث: 71

عورتوں کی خوشبو کیسی ہو؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ»

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو غالب ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مخفی ہو۔“[1]

1 جامع الترمذي، الأدب، باب ماجا في طيب الرجال والنساء، حديث: 2787، و صحيح الجامع الصغير، حديث: 7037.

فوائد: ① خوشبو رسول اکرم ﷺ کو بے حد پسند تھی۔ مردوں اور عورتوں، دونوں کو خوشبو استعمال کرنے کی ترغیب ہے لیکن دونوں کی خوشبو میں قدرے فرق ہے۔ مردوں کے لیے پرفیوم یا عطر وغیرہ کہ جن کا رنگ تو نہیں ہوتا لیکن ان کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے اور خواتین کی خوشبو میں مہندی اور میک اپ کے لیے مختلف اشیاء شامل ہیں جن کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اور ان کی خوشبو بہت کم ہوتی ہے یا سرے سے بالکل نہیں ہوتی۔ ② عورت اپنے خاوند کے لیے تیز خوشبو بھی لگا سکتی ہے بشرطیکہ گھر میں کوئی غیر محرم نہ ہو۔ تیز خوشبو استعمال کر کے عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ دور حاضر میں خواتین گھر سے باہر بھی اکثر و بیشتر پرفیومز ہی استعمال کرتی ہیں جن کی خوشبو نہایت تیز ہوتی ہے، ایسا کرنے والی خواتین اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والی ہیں۔ انھیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

حدیث: 72

باریک، تنگ یا نیم عریاں لباس پہننے والی عورتیں جہنمی ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَ إِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل

جہنم کی دو ایسی قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایسی قوم جن کے پاس گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، اُن کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور ایسی عورتیں جو لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی، لوگوں کو مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی، اُن کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اُس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اُس کی خوشبو اتنی مسافت سے پائی جاتی ہے۔"[1]

فائدہ: عورت کو شرم وحیا کا پیکر ہونا چاہیے۔ اس کے ناز وادا نہایت شریفانہ ہوں اور اس کی چال ڈھال اور انداز گفتگو میں ایسا اشارہ نہ ہو کہ کوئی روگی دل ان تک رسائی کی آس لگا بیٹھے۔ اس کا لباس ایسا ہو جس سے جسم کے خدوخال چھپ جائیں۔ وہ باہر نکلے تو دیکھنے والے کو شریف زادی نظر آئے۔ اس کا لباس ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں۔ باریک اور تنگ لباس سے گریز ہی کرے۔ بالوں کا معاملہ بھی بڑا حساس ہے۔ مغرب کی نقالی میں خواتین کا ایک طبقہ تو بال کٹواتا ہے اور دوسری کچھ ایسی ہیں جو بالوں کو اکٹھا کر کے "جونڈا" بنا لیتی ہیں، وہ برقعے سے بھی نظر آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس حدیث میں مذکورہ اوصاف سے متصف عورتوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔

حدیث: 73

مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر لعنت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ

1 صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب النساء الكاسيات......، حدیث: 5582 (2128).

الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔[1]

فوائد: ① دین اسلام غیرت، عزت اور شرم و حیا کے معاملے میں حد درجہ حساس ہے، وہ یہ قطعاً پسند نہیں کرتا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والی پاک دامن خاتون اپنی چال ڈھال، گفتگو اور لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔ ② اسی طرح مردوں کے لیے بھی حرام ہے کہ وہ عورتوں کی وضع قطع اپنائیں۔ یاد رہے! اسلامی احکامات کو پسِ پشت ڈال کر بازاروں میں منڈلانے والی مسلمان خواتین کو اس برے انجام سے خبردار رہنا چاہیے۔

حدیث: 74

لوگوں کو محسوس کرانے کے لیے خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت بدکار ہے

عَنْ (أَبِي مُوسَى) الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ»

(ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1 صحيح البخاري، اللباس، باب المتشبهين......، حديث: 5885.

فرمایا: ”جس عورت نے خوشبو لگائی، پھر لوگوں کے پاس سے گزری تا کہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ بدکار ہے۔“ [1]

فائدہ: اب تو شاید ہی کوئی ایسی گلی اور بازار ہو جہاں مسلمانوں کی بیٹیاں بن سنور کر اور اسی مقصد کے لیے خوشبو لگا کر ننگے منہ مٹک مٹک کر نہ چل رہی ہوں۔ آج اگر مسلمان بیٹی معاشرے میں محفوظ نہیں تو وہ سوچے کہ معاشرتی بگاڑ میں اس کا اپنا کیا حصہ ہے۔ شاید اس کے قد و قامت سے بھی زیادہ۔ اللہ تعالیٰ بے غیرتی کی زندگی سے غیرت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ یاد رہے کہ مقصد یہ نہ بھی ہو کہ مرد اس کی خوشبو محسوس کریں تب بھی عورت کے لیے خوشبو استعمال کر کے باہر نکلنا حرام ہے۔

حدیث: 75

عورت کا اکیلے سفر کرنا حرام ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ......»

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے......“ [2]

فائدہ: اس حدیث میں عورت کو محرم کے بغیر مطلق سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، بعض روایات میں ایک دن اور تین دن کے سفر کی قید ہے۔ وہ اس روایت کے خلاف نہیں

1 سنن النسائي، الزينة، باب ما يكره للنساء من الطيب، حديث: 5129، و صحيح الجامع الصغير، حديث:2701 . 2 صحيح البخاري، جزاء الصيد، باب حج النساء، حديث:1862 .

کیونکہ سفر میں ایک دن بھی شامل ہے اور تین دن بھی، چونکہ اس وقت سفر ایک دن کا یا تین دن کا ہوتا تھا، اس لیے تین کا ذکر اس مناسبت سے آیا۔ سفر ایک دن کو بھی کہتے ہیں تین دن کو بھی، اور جسے شرعاً سفر کہا جائے، اسے بھی، لہٰذا شرعی سفر میں جس میں انسان نماز قصر کر سکتا ہے، عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ خواہ وہ دین کی تبلیغ کے لیے ہی ہو۔ جو خواتین محرم کے بغیر دوسرے شہروں کا سفر کرتی ہیں، بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتی ہیں، البتہ اضطرار کی صورت میں سفر کر سکتی ہے۔

حدیث: 76

لمبے ناخن رکھنا جائز نہیں ہے

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے اور ناخن تراشنے بغل کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کا وقت مقرر کیا گیا، یہ کہ ہم اُن کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔''[1]

فوائد: ① اس حدیث میں چند فطری امور کا ذکر ہے، مردوں کے لیے مسنون یہی ہے کہ وہ مونچھیں خوب پست رکھیں، باقی احکام میں مرد عورت دونوں برابر ہیں۔ ناخن تراشنا، بغل کے بال دور کرنا، زیر ناف بالوں کی صفائی، یہ تمام وہ امور ہیں جو فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہیں۔ اگر کوئی شخص چالیس دن سے زیادہ مونچھیں رکھے، ناخن نہ تراشے اور بغلوں

[1] صحیح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، حديث:599(258).

اور زیر ناف بالوں کی صفائی نہ کرے تو وہ گناہ گار ہے۔ ② عورتوں میں آج لمبے ناخن رکھنے کا فیشن بھی اپنے عروج پر ہے جبکہ ایسا کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اسلام کی بیٹی کے لیے قطعاً زیبا نہیں۔ کیا کوئی مسلمان خاتون اپنے دل میں ایسا جذبہ رکھتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان پڑھ کر اسی وقت اپنے ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں رکھے نیل کٹر سے اپنے بڑھے ہوئے ناخن کاٹ ڈالے؟ نیز نیل پالش کا استعمال ناجائز ہے اور یہ اس وجہ سے بھی ممنوع ہے کہ اس میں ناپاک کیمیکل استعمال ہوتے ہیں اور وضو کا پانی بھی ناخنوں تک نہیں پہنچتا۔ یاد رہے! زیرناف اور بغلوں کے بال بھی چالیس دنوں کے اندر صاف کر لینے چاہئیں اور یہ زیادہ سے زیادہ دورانیہ ہے۔

حدیث: 77

گھر کے اندر تصویر لٹکانا جائز نہیں

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔''[1]

فائدہ: تصویر لٹکی ہو تو رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، اگر ٹی وی پر عورت ناچ گانا کر رہی ہو یا حاضرین کا جی بہلا رہی ہو تو وہاں رحمت کے فرشتے کیسے آئیں گے۔ گھروں میں شوکیس

[1] صحيح البخاري، بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب......، حديث:3322 .

میں تصویر سجانا یا دیوار پر لٹکانا ایک عمومی رواج ہے۔ اکثر لوگوں کو معلوم بھی ہے کہ یہ گناہ کا کام ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی من مانیاں کرتے ہوئے اسلامی حدود کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث: 78

گھنگرو پہننا منع ہے

عَنْ بُنَانَةَ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ، وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ»

بنانہ رحمہا اللہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی ہیں کہ وہ اُن کے پاس تھیں، اُن کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس نے گھونگرو پہنے ہوئے تھے جو آواز پیدا کرتے تھے۔ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پہلے اس کے گھونگرو کاٹو، پھر میرے پاس لاؤ۔اور یہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس گھر میں گھنٹی (گھونگرو) ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''[1]

فائدہ: حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورت کو گھنگرو اور اس جیسا زیور قطعاً نہیں پہننا

[1] سنن أبي داود، الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل، حديث:4231 .

چاہیے کہ جس کے بجنے سے آواز پیدا ہو۔ اس قسم کی چیزوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، نیز اگر کوئی مسلمان خاتون کسی دوسری عورت کو کوئی ایسا کام کرتا دیکھے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف ہو تو اُسے فوراً روک دینا چاہیے جس طرح کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سختی کے ساتھ اس لڑکی کو داخل ہونے سے منع فرما دیا۔ افسوس کہ اسلامی تعلیمات کی صریح مخالفت ہونے کے باوجود ہماری غیرت جوش میں نہیں آتی۔

حدیث: 79

مسجد کی صفائی کرنے والی عورت کی عظمت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِامْرَأَةً سَوْدَآءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ فَقَالُوا : مَاتَ، قَالَ: «أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ؟ دُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهٖ» أَوْقَالَ: «عَلٰى قَبْرِهَا» فَأَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهَا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک کالے رنگ کا مرد یا کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیتا تھا۔ وہ مر گیا (یا مر گئی)۔ نبی ﷺ نے اُس کے متعلق دریافت کیا تو صحابہ نے بتایا کہ وہ مر گیا ہے (یا مر گئی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اُس کے متعلق مجھے بتایا کیوں نہیں؟ مجھے اُس آدمی یا عورت کی قبر پر لے چلو۔'' چنانچہ آپ اُس کی قبر پر آئے اور اس پر

نمازِ جنازہ پڑھی۔“[1]

فائدہ: اس حدیث سے جہاں معلوم ہوا کہ مسجد کی خدمت میں عظمت ہے، وہاں اس عقیدے کی بھی تردید ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے تو دوبارہ جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی؟

حدیث: 80

بیٹیوں سے نفرت مت کریں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُونِسَاتُ الْغَالِيَاتُ»

عقبہ بن عامر ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، وہ پیار کرنے والی، (اور) قابل قدر ہوتی ہیں۔“[2]

فائدہ: بیٹیوں کو پرایا دھن قرار دینے والوں کے لیے یہ سوچنے کا مقام ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بطور بیٹی عورت کی فطرت میں اللہ رب العزت نے عجیب ہی جذبات پیدا کیے ہیں۔ بیٹیاں اپنے والدین کی خیر خواہی میں بیٹوں سے بھی بڑھ کر ہوتی ہیں۔ بیٹے تو اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں لیکن بیٹیوں کے دل اپنے شوہر کے گھر میں ہونے کے باوجود والدین کے ہاں اٹکے ہوتے ہیں۔

1 صحيح البخاري، الصلاة، باب كنس المسجد......، حديث:458. 2 مسند أحمد: 151/4، والصحيحة، حديث:3206.

حدیث: 81

دو بچیوں کی تربیت کرنے کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ» وَضَمَّ أَصابِعَهُ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، قیامت کے روز میں اور وہ (اس طرح) آئیں گے۔'' اس موقع پر آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔''[1]

فائدہ: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ بچیوں کی اچھی تربیت کرنے والا میرے حد درجہ قریب ہو گا۔ نبیٔ کریم ﷺ کی بیٹی آپ کے ہاں تشریف لاتیں تو آپ آگے بڑھ کر ان کا استقبال فرماتے۔ انھیں اپنی چادر پر بٹھاتے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے دین میں بیٹیوں کی کیسی قدر و منزلت ہے اور عورتوں کے حقوق کا اصل محافظ اسلام ہے نہ کہ مغرب۔

حدیث: 82

والدین میں سے نیکی کا زیادہ حقدار کون؟

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: قُلْتُ، يَارَسُولَ

1 صحيح مسلم، البر والصلة، باب فضل الإحسان، حديث:6695(2631).

اللّٰهِ ﷺ ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ، فَالْأَقْرَبَ»

بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا کے حوالے سے بتایا کہ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں (اولاً) کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' کہتے ہیں، میں نے پھر کہا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' فرماتے ہیں، میں نے پھر کہا: اُس کے بعد کس کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' کہتے ہیں، میں نے کہا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کے ساتھ، پھر جو درجہ بدرجہ قریب تر ہے۔''[1]

فائدہ: ماں کے درجات اور بلند مقام کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ والدہ کے ساتھ نیکی کی اتنی زیادہ نصیحت کی حکمت شاید یہ ہو کہ وہ نو ماہ تک حمل کی اذیت برداشت کرتی ہیں، پھر وہ اپنا آرام وسکون اپنی اولاد کے لیے قربان کر دیتی ہیں۔ اپنی ہر ضرورت پر اپنی اولاد کو ترجیح دیتی ہیں۔ لیکن یہی اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے لگتی ہے اور اپنے بوڑھے ماں باپ کو Out of date یا اگلے وقتوں کے لوگ شمار کرتی ہے۔ اس وقت انھیں اس اذیت کا احساس نہیں ہوتا جو وہ نافرمانی کر کے اپنے والدین کو پہنچاتے ہیں۔ لیکن آنے والے کل جب وہ خود ماں باپ بنیں گے اور ان کی اولاد ان کا کہا نہ مانے گی تو پھر انھیں اس ذہنی اذیت کا احساس ہوگا جس میں انھوں نے اپنے والدین کو مبتلا کیا تھا۔ اس وقت

1 جامع الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، حديث: 1897.

سوائے پچھتاوے کے وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔

حدیث: 83

بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی مدد کرنے کا ثواب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کی طرح ہے۔''[1]

فائدہ: مبارک ہیں وہ قدم جو دنیاوی مفادات سے قطع نظر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی بے سہارا کی خدمت ونصرت کے لیے اُٹھتے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں بھی اُنھی خوش نصیبوں کو ملتی ہیں جو کسی کا دکھ دیکھ کر تڑپتے ہیں اور ایسے افراد کی خدمت کے لیے اپنا ظرف وسیع رکھتے ہیں۔ جہاد بہت عظیم عمل ہے اور دن کو روزہ اور رات کو قیام بھی نہایت مشقت والے اعمال ہیں۔ جو شخص بیوہ اور مسکین کے لیے محنت وعمل کرتا ہے وہ اس درجے کو پہنچ ہی جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جانا مسجد نبوی میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''[2]

1 صحيح البخاري، الأدب، باب الساعي على الأرملة، حديث: 6006. 2 الصحيحة للألباني، حديث: 906.

حدیث: 84

جانور پر ظلم کرنے والی عورت کا انجام

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ، حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ»

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اُس نے اُس کو باندھے رکھا، یہاں تک کہ وہ بھوکی مرگئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔''[1]

فائدہ: اسلام ہر کام میں احسان مندی کا حکم دیتا ہے، حتی کہ فرمایا: اگر کسی کو قتل کرنا چاہتے ہو تو بھی احسن طریقے سے کرو۔ اسے عذاب دے دے کر نہ مارو۔ بلی کو بلاوجہ قتل نہیں کرنا چاہیے، تاہم اگر نقصان وضرر پہنچائے تو پھر دفع ضرر کے پیش نظر اسے مارنا جائز ہے۔ لیکن اذیت نہیں دینی چاہیے۔ پالتو جانوروں کا ہر ممکن خیال رکھنا چاہیے۔ جب جانوروں کے ساتھ ظلم کی اتنی بڑی سزا ہے تو انسانوں کے ساتھ ظلم کتنا بڑا جرم ہوگا۔ آج اگر ساس بہو پر یا بہو ساس پر ظلم کرے تو ایسی عورت کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

حدیث: 85

صلہ رحمی کیا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْوَاصِلُ

1 صحيح البخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء، حديث:2365.

بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا»

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بدلہ چکانے والا، صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کیا جائے تو وہ اُسے جوڑے۔“ [1]

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کی ناانصافی اور زیادتی کے باوجود بھی ان سے حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ یہ بلند مقام کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے ورنہ اینٹ کا جواب پتھر اور گالی کا جواب اس سے بڑی گالی یا گولی سے دینا آج کے رشتہ داروں کی پہچان ہے۔ اکثر رشتہ دار خواتین اپنے دل سے کھوٹ نہیں جانے دیتیں جو صلہ رحمی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے۔

حدیث: 86

حسبِ استطاعت مہمان نوازی کرنا فرض ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»

1 صحيح البخاري، الأدب، ليس الواصل بالمكافئ، حديث:5991.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ”جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔“[1]

فائدہ: مہمان کی خدمت سعادت اور باعثِ رحمت ہے۔ حسبِ استطاعت مہمان کی عزت و خدمت کرنا کمال ایمان کی نشانی ہے۔ خندہ پیشانی، فراخ دلی اور خوش دلی سے مہمان کی خدمت کرنے سے برکت نصیب ہوتی ہے۔ مہمان نوازی ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کی جائے۔

حدیث: 87

عطیے کو حقیر نہ سمجھیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : «يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ”اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن، اپنی پڑوسن کو دیتے ہوئے اپنے عطیے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔“[2]

1 صحيح البخاري، الأدب، باب من كان يؤمن بالله......، حديث: 6018. 2 صحيح البخاري، الأدب، باب لا تحقرن جارة لجارتها، حديث: 6017.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق معمولی سے معمولی چیز دینے میں بھی ہچکچاہٹ یا حیا محسوس نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو میسر ہو وہ دے دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بسا اوقات ذرہ برابر دی ہوئی چیز کا اجر پہاڑ سے بھی زیادہ عطا کر دیتا ہے۔ بعض عورتیں معمولی چیز دوسروں کے گھروں میں بھیجتے ہوئے شرماتی ہیں، جبکہ یہ صحیح نہیں۔ عین ممکن ہے جسے آپ معمولی خیال کر رہی ہیں، وہ کسی اور کے لیے نہایت اہم ہو۔

حدیث: 88

عورتوں میں دین سیکھنے کی تڑپ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِجْعَلْ لَنَا يَوْمًا، فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ» قَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: «وَاثْنَانِ»

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں کی جماعت نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی دن ہمارے (وعظ کے) لیے مقرر فرمائیے، چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں وعظ کرتے ہوئے فرمایا: ”جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ (مرنے والے) اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گے۔“ ایک عورت نے کہا: اگر دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو پر بھی یہی (ثواب ملے گا)“[1]

فائدہ: جس خاتون کو دین کا شعور ہو اور اسے اولاد کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑے تو یہ حدیث شریف اس کے لیے صبر اور طمانیت کا سبب ہو گی۔ کیونکہ ایک دین دار خاتون دنیا کی

[1] صحيح البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد......، حديث: 1249.

حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ وہ صبر کر کے اس روز کی منتظر رہتی ہے کہ جب اس کی فوت شدہ اولاد اس کے لیے جنت کی سفارش کرے گی۔

حدیث: 89

نیک عورتیں اپنے ہمسایوں کا خیال رکھتی ہیں

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ»

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم ہنڈیا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو۔''[1]

فوائد: ① ایک حدیث کے مطابق کثرت سے نیک اعمال کرنے والی خاتون اپنے ہمسائے سے بدسلوکی کی وجہ سے جہنم میں چلی جائے گی اس لیے اپنے پڑوسی کا ہمیشہ خصوصی خیال رکھیں۔ ② یاد رہے! شرعی حدود کی پابندی ضروری ہے۔ اکثر خواتین بے حجاب اپنے پڑوسیوں کے ہاں چلی جاتی ہیں اور پردے کا لحاظ نہیں رکھتیں ایسا کرنا حرام ہے۔

حدیث: 90

کیا وہ مومن ہے جس کے شر سے پڑوسی محفوظ نہیں؟

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ

[1] صحيح مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان، حديث: 6688(2625).

لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ» قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ»

''ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جس کی تکلیفوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں۔'''[1]

فائدہ: ایک طرف اسلام کی یہ اخلاقی تعلیمات ہیں اور دوسری طرف ہمارا معاشرہ ہے کہ جس میں بد اخلاقی عروج پر ہے۔ اس بگاڑ کے سدھار کی صورت یہ ہے کہ علماء فروعی اختلافات کی بحثوں سے نکل کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور ان کی اخلاقی حالت درست کرنے کی سعی فرمائیں تا کہ اچھے انسانوں پر مشتمل ایک خوبصورت معاشرہ تخلیق پا سکے جہاں رواداری اور برداشت کا رویہ ہو۔

حدیث: 91

مسلمانوں کی نجات کن کاموں میں ہے؟

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ»

[1] صحيح البخاري، الأدب، باب إثم من لا يأمن......، حديث: 6016.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نجات کن کاموں میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی زبان کی حفاظت کر اور تیرا گھر تیرے لیے کافی ہو اور اپنی غلطیوں پر آنسو بہا۔“[1]

فائدہ: زبان کا بے خطر استعمال انسان پر بہت سے ایسے مصائب لا کھڑے کرتا ہے جس کا انسان متحمل نہیں ہوتا۔ میاں بیوی کے باہمی جھگڑوں کی بنیادی وجہ زبان ہی ہوتی ہے۔ پھر بے جا محفلیں انسان کے تقویٰ و پرہیزگاری کو ختم کر دیتی ہیں اور بے لذت گناہ، غیبت ان محفلوں کی جان ہوتی ہے۔ گناہوں کی آگ انسان کے آنسوؤں سے بجھتی ہے، انسان کی محرومی کی انتہا یہ ہے کہ اس سے احساس گناہ چھن جائے۔ آج ہم سے یہ احساس چھن گیا ہے اور ہمارے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے۔ اگر کوئی خاتون ان تینوں نصیحتوں کو اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھتے ہوئے پابندی سے ان پر عمل کرے تو وہ زندگی کی تمام مایوسیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے اور شہزادیوں سے بہتر خوشگوار زندگی گزار سکتی ہے۔

حدیث: 92

تین دن سے زائد قطع تعلقی کرنے والے کی سزا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ»

1 جامع الترمذي، الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، حديث:2406.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔ جو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہا اور مر گیا، وہ آگ میں داخل ہو گیا۔''[1]

فائدہ: کتنی ہی خواتین ایسی ہیں جو معمولی باتوں پر ہمیشہ کے لیے قطع تعلق اختیار کر لیتی ہیں۔ اپنے قریبی رشتے داروں سے بول چال ختم کر دیتی ہیں حتیٰ کہ سگی بہنیں ساری زندگی آپس میں منہ سیدھا نہیں کرتیں۔ ایسی خواتین کو جاننا چاہیے کہ جہنم میں داخلے کی وجہ صرف شرک و بدعت ہی نہیں بلکہ دل کا کینہ بھی موجب جہنم ہے۔

حدیث: 93

پریشانی کے وقت کی دعا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ»

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... العظيم ''اللہ کے سوا جو عظیم اور حلیم ہے، کوئی معبود برحق نہیں۔ آسمانوں اور زمین کے رب، عرش عظیم کے رب

[1] سنن أبي داود، الأدب، باب في هجرة الرجل أخاه، حديث: 4914.

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔" [1]

فوائد: ① نیک خاتون اکثر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اور تمام مواقع کی مسنون دعائیں پابندی سے پڑھتی ہے۔ ایسی خاتون کی روح کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسا قرار عطا فرماتا ہے کہ اُس کی زندگی میں غموں کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ پریشانی کے عالم میں کثرت سے مذکورہ دعا کا ورد کرنا چاہیے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی پریشانی آتی تھی۔ آپ ﷺ مختارِ کل نہیں تھے کہ آنے والی ہر پریشانی کو اپنے سے دور کر لیں بلکہ آپ مصیبت کی گھڑی میں اللہ کے حضور دعا اور التجا کی انتہا کر دیتے تھے۔

حدیث: 94

پریشانی اور مصیبت کی خبر سن کر یہ دعا پڑھیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا»

ام المؤمنین ام سلمہ ؓ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو بھی بندہ مصیبت پہنچنے پر یہ کہے: «إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي......» اللہ تعالیٰ اسے مصیبت پر ضرور اجر دیتا ہے اور اُسے

1 الأدب المفرد للإمام البخاري، حديث:700.

بدلے میں (اس چیز سے) بہتر بھی عطا کرتا ہے (جو پہلے اس کے پاس تھی)۔"[1]

فائدہ: کئی خواتین غم کے موقع پر آہ وبکا اور واویلا کرنے کی انتہا کرتے ہوئے صبر کی تمام حدود پھلانگ جاتی ہیں، جبکہ ایسے مواقع پر ذکرِ الٰہی کرنے سے مصیبت کافور ہو جاتی ہے اور انسان روشنی کی طرف اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔

حدیث: 95

نیک عورت پر آزمائش کا آنا عیب نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں آزمائشیں آتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ وہ اللہ سے اس حال میں مل جاتے ہیں کہ ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"[2]

فائدہ: مومنہ عورت کے لیے آزمائش بھی اللہ کی رحمت ہے، اگر وہ صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ اُسے گناہوں سے پاک کرتے ہوئے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ یہ فضیلت بہت کم خواتین کو حاصل ہوتی ہے وگرنہ اکثر عورتیں بے صبری

1 صحيح مسلم، الجنائز، باب مايقال عندالمصيبة، حديث: 2127(918). 2 جامع الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الصبر، حديث: 2399، وصحيح الجامع الصغير، حديث: 8515 .

اور گلے شکووں کے ساتھ غم کا اظہار کرتی ہیں۔

حدیث: 96

صبر صدمے کے شروع میں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: «اِتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي» قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى»

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس نے کہا: مجھ سے دور ہو جائیے! تجھے وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پہچانا۔ (اس لیے شدتِ غم میں اس نے یہ کہہ دیا) بعد میں اس کو بتلایا گیا کہ وہ تو نبی ﷺ تھے، چنانچہ (یہ سن کر) وہ آپ کے دروازے پر آئی، وہاں دربانوں کو نہیں پایا (آ کر) اس نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: ''صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے۔ (بعد میں

تو صبر آ ہی جاتا ہے)‘‘[1]

فوائد: ① اس حدیث سے عورتوں کے کبھی کبھار قبرستان جانے کا جواز ملتا ہے۔ اگر عورتوں کا قبرستان جانا کلیتاً ممنوع ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس عورت کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیتے۔ ② اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے قبرستان جانے کے آداب کا بھی پتہ چلتا ہے۔ وہ عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت فرمائی۔ اگر کبھی کوئی عورت قبرستان جائے تو اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت کر کے لوٹ آئے نہ کہ وہاں آہ و بکا اور جزع وفزع میں مشغول ہو جائے۔

حدیث: 97

مصائب پر صبر کی جزا جنت ہے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ» فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ لَّا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا.

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا

[1] صحيح البخاري، الجنائز، باب زيارة القبور، حديث: 1283.

میں تجھے جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور دکھلایئے!) انھوں نے فرمایا: یہ کالی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ آپ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں (کہ بیماری سے نجات مل جائے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر، اس کے بدلے تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تجھے اس بیماری سے عافیت دے دے۔'' اس نے کہا: میں صبر ہی کرتی ہوں، تاہم (دورے کے وقت) میں برہنہ ہو جاتی ہوں، آپ اللہ سے یہ دعا فرمادیں کہ میں عریاں نہ ہوا کروں، چنانچہ آپ نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی۔[1]

فائدہ: مسلمان خاتون کو ہر پریشانی اور مصیبت کا مقابلہ صبر سے کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے سے اجر عطا فرماتا ہے اور حالات بہتر بنا دیتا ہے جبکہ بے صبری سے دونوں جہانوں میں تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ 21 ویں صدی کی جدید تعلیم یافتہ مسلمان خواتین اپنی شرم و حیا کا تقابل اس کالی خاتون سے کریں، پھر انصاف سے بتائیں کہ وہ کیا محسوس کرتی ہیں۔ چودہ سو برس پہلے کی وہ خاتون اپنی بیماری سے زیادہ اپنے جسم کے نظر آنے پر فکر مند ہوتی ہے۔ آج کی عورت اچھی خاصی صحت مند ہونے کے باوجود اپنے جسم کے نشیب و فراز کی نمائش کے لیے فکر مند ہے۔ دونوں میں کتنا فرق ہے، حالانکہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کو ماننے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اے مسلمان خاتون! ذرا سوچ تو سہی کہ اس سیاہ رنگ والی عورت کے جذبۂ حیا میں تیرے لیے غور و فکر کا کتنا ہی سامان ہے!

[1] صحيح البخاري، المرض، باب فضل من يُصرع……، حديث:5652.

حدیث: 98

قیامت کے دن ہر شخص سے پانچ سوال ہوں گے

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ»

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن آدم کے بیٹے کے دونوں قدم اس کے رب کے ہاں اُس وقت تک حرکت نہیں کرسکیں گے جب تک کہ اُس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ کرلیا جائے: اُس کی عمر کے متعلق، کس چیز میں اُس کو ختم کیا۔ اُس کی جوانی کے متعلق، کس میں اُس کو بوسیدہ کیا۔ اُس کے مال کے متعلق، کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اس پر کیا عمل کیا۔''[1]

فوائد: ① اس حدیث میں سب سے پہلے زندگی کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے، اسے اللہ کی نافرمانی میں صرف نہ کیا جائے کیونکہ اس کا حساب دینا ہوگا۔ زندگی میں شباب کا زمانہ سب سے اہم ہے کہ اس میں اگر انسان نفس و شیطان کا مقابلہ کرے تو بہت زیادہ نیکیاں کما سکتا ہے۔ ② علم کے متعلق

1 جامع الترمذي، صفة القيامة، باب في القيامة، حديث: 2416.

یہ سوال ہوگا کہ جو کچھ تم جانتے تھے اس پر عمل کیا ہے؟ اس سے علم کی اہمیت اور اپنے علم پر عمل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ③ مال کے بارے میں سوال سے واضح ہے کہ انسان صرف حلال اور جائز طریقے ہی سے دولت کمائے اور جائز جگہوں ہی پر اسے صرف کرے۔ اگر مال ناجائز طریقے سے کماتا ہے اور اسے ناجائز جگہوں میں صرف کرتا ہے تو وہ عند اللہ مجرم ہے اور اس سے اس بارے پوچھا جائے گا۔

حدیث: 99

رسول اللہ ﷺ کا ساتھ کن کو ملے گا؟

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا»

معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب انھیں یمن بھیجا...... تو فرمایا: ”لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب پرہیز گار لوگ ہوں گے، وہ دنیا میں جو کوئی بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔“[1]

فائدہ: عربی زبان میں تقویٰ کے لغوی معنی بچنے، پرہیز کرنے اور لحاظ کرنے کے ہیں لیکن شریعت محمدی کی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کر دیتی ہے، دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام

1. مسند أحمد: 235/5.

ہے جس کی بنا پر ہر کام میں اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔

حدیث: 100

بغیر حساب جنت میں جانے والوں کی نشانیاں

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ..... هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَلَا يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ»

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو دم نہیں کرواتے اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔“[1]

فائدہ: خواتین کے لیے خاص طور سے عرض کروں گا کہ وہ جھوٹے اور تعویذ فروش لوگوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ اپنے اعمال درست کرتے ہوئے اپنے رب پر بھروسا رکھیں۔ نہایت خشوع اور عجز و انکسار سے دعا جاری رکھیں، وہ آپ کی دنیاوی ضروریات بھی پوری

[1] صحيح مسلم، الإيمان، باب الدليل على......، حديث:525-(218).

فرمائے گا اور آخرت کے روز سرخرو بھی کرے گا۔

دعا ہے......!

اے مولیٰ......!

ہمیں بھی اپنے فضل و کرم سے بغیر حساب کے جنت میں داخلہ نصیب فرما......!

تیری رحمت میں تو کسی قسم کی کمی نہ ہوگی لیکن ہم لاچار بندوں کی قسمت سنور جائے گی۔

آمین ثم آمین۔

❁❁❁

خواتین کے لیے حدیث کی کتاب

ہمیں اپنے روشن ماضی میں ہر لحظہ نئی آن اور نئی شان کی جو جلوہ گری ملتی ہے اس کا ایک اہم ترین سبب یہ ہے کہ ہماری عظیم ماؤں کی گود میں حسن، حسین، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبد العزیز، عقبہ بن نافع، طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم رحمہم اللہ جیسے بچے پرورش پاتے تھے۔

آج کے دور میں ہماری محترم مائیں بہنیں بھی عزت وعظمت کا وہی درجہ حاصل کر سکتی ہیں جو قرون اولی کی جلیل القدر خواتین کو نصیب ہوا تھا۔ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ جس طرح ان عظیم خواتین نے اللہ اور رسول ﷺ کے ارشادات پر عمل کیا تھا اسی طرح آج کی خواتین بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ رہ نمائے عمل کتاب رسول اللہ ﷺ کی ایک سو احادیث اور ان کی شاندار تشریحات پر مشتمل ہے۔ اس میں خواتین کی کامیابی کے تمام طریقے بہت آسان اور دلکش پیرائے میں بتا دیے گئے ہیں، اسے پڑھیے، اس پر عمل کیجیے اور اپنے مستقبل کو درخشاں بنائیے!

دار السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

ISBN 969574089-8
9789695740897